سبحٰن ربک رب العزة عما یصفون

الحمد للہ کہ اندنوں تازہ افادات اکمل الکملا
وافضل الفضلا اوحد زمن مولانا احمد حسن عم فیضہم الغنی
رسالہ نافعہ در مسائل رائعہ مسمّٰی بہ

تنزیہ الرحمٰن عن شائبۃ الکذب والنقصان

حسب فرمائش جناب حافظ امیر الدین
صاحب کے باہتمام ہر دل عزیز منشی عبد العزیز صاحب تاجر
آخر محرم الحرام سنہ ۱۳۰۷ ہجریہ کو

مطبع عزیزی کانپور میں چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدور ہمین کب ترے وصفون کے رقم کا	حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا

حمد بیحد اوس جامع صفات کمالیہ کو سزا ہے جسکی ذات شائبہ امکان کذب سے منزہ اور تمام عیوب و نقص سے مبرا ہے۔ اور صفات ناقصہ سے پاک ہونا صرف اوسکے وجوب کا مقتضا ہے۔ اور نعت لاتعداد اوس نبی صادق و مصدوق کو زیبا ہے جسنے چراغ ہدایت ہم گمراہون کے راستے مین رکھا۔ اور اسکی نبوت کی گواہی سنے لاحقین کو خیر امم سابقین سے ملقب کیا۔ تمام انبیا کے کمالات کا ظہور اوسکے نور کا جلوہ ہے۔ سب موجودات سے پردۂ عدم کا دور ہونا اوسکے فیض کا کرشمہ ہے۔ اس ہیچمیرز کو کیا یارا کہ اوس ممدوح باری کی توصیف کا ذکر زبان پر لائے۔ اور آپکی تعریف کے لائق ایک کلمہ بھی بیان کر سکے۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر کا خلعت فاخرہ اس قامت زیبا پر راست۔ او خاتم الرسل ہونیکا کسوت گران بہا اسی عنصر لطیف پر درست ہے علیہ و علی آلہ و اصحابہ اتباعہ

افضل الصلوٰۃ والتسلیم - آنجناب کے مددگار حضرت ابوبکر یار غار و حضرت عمرؓ
سعدلت شعار حضرت عثمان ذی النورینؓ جان نثار و حضرت علیؓ میدان علم کے
شہسوار یہ ہر چہار اصحاب عمارت دین کے چار رکن رکین ہین - انکے دوستدار
مستحق درجات اعلی علیین ہین - بعد حمد و نعت کے خادم طلبہ مسکین امیرالدین
طالبان حق اور منتظرین قادر مطلق کیخدمت بابرکت مین عرض رساہے - کہ اس
زمان پر آشوب مین یہ نوبت پونہچی کہ ہمارے علماے دین بجاے ہدایت خلق
ایسے مسئلون مین بحث کرنے لگے جو عوام کی گمراہی کا باعث ہون اور مخالف
دین کی موجب طعن و مضحکہ اوپرطرہ یہ ہے کہ نہ علماے محققین کے اقوال ملاحظہ
کرتے ہین نہ اہل حق کا کہنا مانتے ہین بلکہ ایسے خوفناک امر کی اشاعت کے لیے
مجلسین منعقد کرتے ہین اور اہل حق کے چھیڑنے کے لیے دور دور تک استفتے
بھیجے جاتے ہین والی اللہ المشتکی چنانچہ انھون اس قسم کا ایک استفتا دیوبند
سے حضرت استاذی افضل الفضلا اکمل الکملا سلطان المحققین فخر المدققین البحر القمقام
النحریر الفہام جامع معقول و منقول حاوی فروع واصول محط رحال کرام مرجع
خواص و عوام فخر زمن مولانا حافظ احمد حسن عم فیضہ کی خدمت سراپا برکت مین
اس مضمون کا آیا کہ امکان کذب باری مذہب اہل سنت وجماعت ہی یا نہین اور
اسکا قائل حق پر ہے یا امتناع کذب کا معتقد راہ راست پر ہر چند حضرت محتشم الیہ
کو عدیم الفرصتی مانع وقت - اور کثرت اسباق سے تحریر جواب فتوی ہذا کی مہلت

نہتھی مگر سائل کی خاطر شکنی کے لحاظ سے بطریق ارتجال تقاضای استعجال سے استفتا مذکور کا جواب تحریر فرمایا جسمین امکان کذب باری تعالی کا استحالہ اور امتناع کذب باری کو بدلائل قطعیہ یقینیہ ثابت کیا۔ اگرچہ عدیم الفرصتی کی وجہ سے جناب ممدوح الصدر نے مختصر الکھا۔ لیکن چونکہ اصل ثبوت دعوی کے لیے دلیل کافی اور رد زعم امکان کذب جلشانہ کے لیے برہان وافی تھی اسلیے منصفین نے جب بہ نظر انصاف دیکھا بہت پسند کیا اور جا بجا سے اوس فتوی کی طلب مین اسقدر خطوط آئے جنکی تعمیل دشوار تھی لہذا اس خاکسار ذرہ بمقدار نے کمر ہمت چست کر کے یہ ارادہ مصمم کیا کہ یہ جواب بطور کتاب چند اوراق مین درست کر کے مطبوع کرا دیا جاوے تا کہ احقاق حق سب پر ظاہر ہو جاوے۔ راقم کو صرف عوام کی نفع رسانی مدنظر ہے۔ اب یہان سے صفحات تالیات مین جواب کے کلمات طیبات اصل سوال کی نقل کرنے کے بعد درج کیے جاتے ہین و اللہ ولی الافادۃ والاستفادۃ وبیدہ ازمۃ الحفاظۃ عن المغلطۃ۔

سوال

نحمدہ ونصلی علی نبیہ الکریم اما بعد کیا فرماتے ہین حامیان شرع احمدی اس مسئلہ مین کہ زید یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ امکان کذب باری تعالی یعنی باریتعالی کا متصف بکذب ہونا ممکن ہے اور عقیدہ اہل سنت وجماعت اسکو جانتا ہے اور یہ دلیل بیان کرتا ہے کہ رد المحتار مین آیا ہے کہ ھل یجوز الخلف فی الوعید فظاہر

ما فی المواقف والمقاصد ان الاشاعرة قائلون بجوازہ لانہ لا یعد نقصا

بل جودًا وکرمًا اور نیز یہ بھی کہتا ہے کہ اگرچہ مصرح الفاظ مین خلف فی الوعید ہے

مگر جبکہ امکان کذب فرع خلف فی الوعید ہے لہذا عبارت مواقف و مقاصد

ضرور بالضرور مستلزم کذب باری تعالیٰ کو ہوگی اور عمرو یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ صادق

حقیقی کذب سے منزہ و مبرا ہے ذات باری کو یہ دھبہ نقصان لگانا ہے اعوذ

باللہ وتعالی اللہ عن ذالک علوا کبیرا اور ہرگز ہرگز امکان کذب کو فرع

خلف فی الوعید کی نہین مانتا اب ان دونون عقیدون مین کون حق اور کون

ناحق ہے اور عبارت مواقف و مقاصد کا کیا مطلب ہے آیا زید معنی حق سمجھا ہے

یا عمرو یا اور کوئی معنی ہین اوسکی تفصیل مرقوم ضرور بالضرور ہو اور معتقدین مین سے

ایک کو دوسرے کے مقابلے مین کیا کہنا چاہیے زیادہ تر زبان درازی اس

امر مین کیسی ہے بالتفصیل ارقام فرمائیگا۔

الجواب

سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم والصلوة والسلام

علی نبیک الکریم وصحبہ واھل بیتہ وازواجہ واتباعہ اجمعین

اقول مستعینا بملھم الصدق والصواب صورت مسئولہ مین عمرو کا عقیدہ

بہت درست اور صحیح ہے بلاشک وشبہ سبحانہ تعالی امکان کذب سے منزہ و مبرا ہے اور یہی اعتقاد اہل

سنت الجماعة کثرہم اللہ تعالی کا ہے البتہ فرقہ ضالہ مرزائیہ امکان کذب باری تعالی کا قائل ہے اس دعوی کے

ثبوت مین اولاً اقوال مفسرین اور ثانیاً عبارات متکلمین اور ثالثاً نصوص اصولیین وغیرہم
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ذیل مین درج کئے جاتے ہین **اقوال مفسرین** رحمہم اللہ
تعالیٰ مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی **تفسیر مظہری** مین فرماتے ہین وَمَنْ اَصْدَقُ
مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا ق لا ھذہ الجملۃ بمنزلۃ التعلیل لقولہ لاریب فیہ فان اخبارہ
تعالیٰ لا یحتمل تطرق الکذب الیہ بوجہ من الوجوہ لانہ نقص مستحیل علی اللہ تعالیٰ
فما ثبت بقولہ تعالیٰ فھو حق لاریب فیہ اور **قاضی بیضاوی** نے اپنی تفسیر
مین بیان فرمایا وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا انکار ان تکون احد اکثر صدقا منہ
فانہ لایتطرق الکذب الی خبرہ بوجہ لانہ نقص وھو علی اللہ تعالیٰ محال اور صاحب
تفسیر حقانی جلد اول مین یون نص کرتے ہین لاریب فیہ وھو ان لم یثبتہ الی
حد الایجاب لکن اوجبہ اخبار اللہ تعالیٰ عنہ لانہ (من اصدق من اللہ حدیثا)
لانہ عبارۃ کلامہ الازلی الذی لا دخل للکذب فیہ لانہ نقص والغیر وان
دلت الدلائل علی صدقہ فکذبہ ممکن اذا لم ینظر الیھا **تفسیر مدارک** مطبوعہ مصر مین
درج ہے وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا تمییز وھو استفہام بمعنی النفی ای لا احد
اصدق منہ فی اخبارہ ووعدہ ووعیدہ لاستحالۃ الکذب علیہ تعالیٰ بقبحہ لکونہ
اخبارا عن الشیء بخلاف ما ھو علیہ اور **تفسیر خازن** مین ہے فَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ
حَدِیْثًا یعنی لا احد اصدق من اللہ تعالیٰ فانہ لایخلف المیعاد ولا یجوز علیہ
الکذب اور امام المفسرین وفخر المتکلمین فخر الدین رازی **تفسیر کبیر** کی جلد سوم مین کس

تصریح سے اس مطلب کو ادا فرماتے ہین المسئلة السادسة قوله (وَمَنْ اَصْدَقُ
مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا) استفهام على سبيل الانكار والمقصود منه بيان انه يجب
كونه تعالى صادقا وان الكذب والخلف فی قوله تعم محال واما المعتزلة فقد
بنوا ذلك على اصولهم الخ واما اصحابنا فدليلهما آه اور نیز وہی مطاع العلماء
سند الفضلا تفسیر مذکور کی جلد سوم مین زبان صدق ترجمان سے اس مسئلہ کے بارہ مین
ارشاد کرتے ہین فقد جوز الكذب على الله تعالى وهذا خطاء عظيم بل يقرب
من ان يكون كفرا فان العقلاء اجمعوا على انه تعالى منزه عن الكذب تفسیر ابوسعود
مین ہے (وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا) انكار لان يكون احد اصدق منه تعالى
فی وعده وسائر اخباره وبيان الاستحالة كيف لا والكذب محال عليه سبحانه
دون غيره یہ عبارات ونصوص حضرات مفسرین کے جو یہانتک نقل کیے گئے استحالہ
امکان کذب باری تعالی پر بلا شک وشبہ حجج ساطعہ وبراہین قاطعہ ہین اور یہ مدعا
اقوال مفسرین سے ایک اور طریقہ پر بھی ثابت ہو سکتا ہے جسکے لیے تفصیل ذیل
درکار ہے کہ اشاعرہ رحمہم اللہ تکلیف مالایطاق کو جائز رکھتے ہین اور اپنے دعوی
کے ثبوت مین ان آیات سے استشہاد لاتے ہین جنمین خداوند کریم نے اشخاص
معینہ کے ایمان نہ لانے کی خبر دی ہے اور استشہاد کی تقریر اسطور پر کرتے ہین
کہ ایمان ابولہب وغیرہ محال اور غیر ممکن ہے حالانکہ وہ ایمان کے مکلف ہین اگر
تکلیف مالایطاق جائز نہوتی تو ان کفار کو ایمانکی تکلیف نہ دیجاتی اور انکے ایمان کا

محال ہونا ظاہر ہے اسلیے کہ اگر ان اشخاص کا ایمان لانا ممکن ہوتا تو اسکے وقوع سے محال لازم آتا کیونکہ امکان کا مقتضا یہی ہے حالانکہ صورت ہذا مین برتقدیر وقوع ایمان اشخاص معلومہ کے کذب باری تعالیٰ لازم آتا ہے اور وہ محال ہے والمستلزم للمحال محال۔ اب مین کہتا ہون کہ اگر اشاعرہ کے نزدیک خدا کے کلام لفظی مین کذب ممکن ہو تو اُنکے اس استدلال کے کچھہ معنی نہین ہو سکتے اسلیے کہ جب انکے نزدیک خدا کا کذب ممکن ہے تو ابولہب کا ایمان غیر ممکن اور محال کیونکر ہوا اسواسطے کہ اس ایمان کے محال ہونے کی صرف یہی وجہ تھی کہ اگر یہ ایمان واقع ہوگا تو واجب جل مجدہ کا جھوٹ لازم آئیگا اور خدا کا کذب جب محال نہ مانا گیا تو انلوگون کے ایمان لانے مین پھر کوئی قباحت نہین وہذا خلف پس معلوم ہوا کہ اشاعرہ کے نزدیک خدائے تعالیٰ کا کذب ممکن نہین چنانچہ تفسیر بیضاوی مین ہے والآیۃ مما احتج بہ من جوز تکلیف بالا یطاق فانہ سبحانہ وتعالیٰ اخبر عنھم بانھم لا یومنون فیجتمع الضدان اھ اور فاضل لاہوری اسکی تقریر اسطرح کرتے ہین وذھب بعض الاشعریۃ الی وقوع التکلیف بالممتنع لذاتہ واستدلوا بھذہ المراد بالجواز الجواز الوقوعی و بما لا یطاق الممتنع لذاتہ والا فالجواز مطلقا و وقوع التکلیف بما لیس بممتنع لذاتہ متفق علیہ بینھم وحاصل الاستدلال انہ سبحانہ وتعالیٰ اخبر بانھم لا یؤمنون وامرھم بالایمان وھو ممتنع اذ لو کان ممکنا لما لزم من فرض وقوعہ محال لکنہ لازم اذ لو اٰمنوا انقلب خبرہ تعالیٰ کذبا وشمل ایمانھم الایمان بانھم

لایومنون لکونہ مما جاء بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وایمانہم بانہم لایومنون
فرع اتصافہم بعدم الایمان فیلزم اتصافہم بالایمان وعدم الایمان فیجتمع
الضدان وکلا الامرین من انقلاب خبرہ تعالی کذبا واجتماع الضدین محال
ومایستلزم المحال محال اور علامہ ابوسعود فرماتے ہیں والآیۃ الکریمۃ مما استدل
بہ علی جواز التکلیف بما لا یطاق فانہ تعالی قد اخبر عنہم بانہم لایومنون
فظہر استحالۃ ایمانہم لاستلزامہ المستحیل الذی ہو عدم مطابقۃ اخبارہ تعالی
للواقع مع کونہم مامورین بالایمان باقین علی التکلیف آہ اور امام فخر الدین رازی
اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں المسئلۃ الثانیۃ احتج اہل السنۃ بہذہ وکل ما
اشبہہا من قولہ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰی اَکْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ وقولہ ذَرْنِیْ وَمَنْ
خَلَقْتُ وَحِیْدًا الی قولہ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا وقولہ تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ علی تکلیف
ما لا یطاق وتقریرہ انہ تعالی اخبر عن شخص معین انہ لایومن قط فلو صدر منہ
الایمان لزم انقلاب خبر اللہ تعالی الصادق کذبا والکذب عند الخصم قبیح
وفعل القبیح یستلزم اما الجہل واما الحاجۃ وہما محالان علی اللہ تعالی والمفضی
الی المحال محال فصدور الایمان والتکلیف بہ تکلیف بالمحال وقد یذکر ہذا
فی صورۃ العلم وہو انہ تعالی لما علم منہ انہ لایومن فکان صدور الایمان
منہ یستلزم انقلاب علم اللہ جہلا وذلک محال ومستلزم المحال محال
اور تکلیف ما لا یطاق کے مانعین یعنی ماتریدیہ وغیرہ اس استدلال کا جواب اس طور

بیان فرماتے ہین کہ متنازع فیہ جواز تکلیف مالا یطاق غیر ممکن لذاتہ اور ممتنع بنفسہ
کا ہے اور وہ بیان لازم نہین آتا بلکہ ممتنع لغیرہ کی تکلیف کا جائز ہونا لازم آتا ہے اور
وہ متنازع فیہ نہین ہے بلکہ سب کا متفق علیہ ہے اور ہم یہ نہین تسلیم کرتے کہ ممکن بالذات
ممتنع بالغیر سے محال بالذات لازم نہین آتا دیکھو کہ عدم معلول اول ممکن بالذات
ممتنع بالغیر ہے اور اس سے محال بالذات یعنی عدم واجب لازم آتا ہے والا یلزم
تخلف المعلول عن علتہ التامۃ وھو محال ہان اگر ممکن بالذات کی حیثیت امتناع
بالغیر پر نظر نہ کیجاے تو بیشک اس سے محال بالذات لازم نہ آئیگا پس مانحن فیہ جبکہ ابولہب
وغیرہ کا ایمان بسبب خبر دینے اور علم باری کے ممتنع بالغیر ہوگیا ہے تو اگر بر تقدیر وقوع
کے محال بالذات یعنی کذب اور جہل باری کو مستلزم ہو تو اوسکے امکان ذاتی کی منافی
نہین اب اہل انصاف کی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ اگر ماتریدیہ وغیرہ کے نزدیک
خدا تعالی کا کذب ممکن بالذات ہوتا تو اس تطویل لاطائل کی کیا حاجت تھی صرف
اتنا ہی جواب کافی تھا کہ باریتعالے کا کذب کلام لفظی مین ممکن بالذات ہے پس خدا کے
خبر دینے سے یہ ایمان غیر ممکن بالذات نہین ہو سکتا کیونکہ بر تقدیر وقوع ایمان کی کوئی
قباحت لازم نہین آتی غایۃ مافی الباب کذب باری لازم آئیگا اور وہ محال بالذات
نہین پس ایمان ابولہب کیونکر محال بالذات ہوا۔ پس معلوم ہوا کہ مشائخ ماتریدیہ کا بھی وہی
مذہب ہے جو اشاعرہ کا مشرب ہے یعنے خدا کے کلام لفظی کا بھی کاذب ہونا ممتنع بالذات
وغیر ممکن ہے اب ملاحظہ کیجیے کہ حضرات علماے مفسرین استدلال مذکور کا کیا جواب

دیتے ہین مگر مین بلحاظ اختصار بعض مفسرین کے اقوال پر اکتفا کرتا ہون علامہ بیضاوی
اور ابو سعود لکھتے ہین والاخبار بوقوع الشئی او عدمہ لاینفی القدرۃ علیہ کاخبارہ
تعالی عما یفعلہ ہو والعبد باختیارہ فاضل لاہوری اسکی تقریر اسطرح کرتے ہین
قولہ والاخبار الخ جواب عن الاستدلال المذکور وحاصلہ ان ایمانہم لیس من الممتنع
فیہ لانہ امر ممکن فی نفسہ وباخبارہ تعالی بعدم الایمان لایخرج من الامکان غایتہ
انہ یصیر ممتنعا بالغیر واستلزم وقوعہ الکذب او اجتماع الضدین بالنظر الی ذلک
لان اخبارہ تعالی بوقوع الشئی او عدم وقوعہ لاینفی قدرتہ علیہ ولایخرجہ من
الامکان الذاتی لامتناع الانقلاب وانما ینفی عدم وقوعہ او وقوعہ فیصیر
ممتنعا واللازم للممکن ان لا یلزم من فرض وقوعہ نظرا الی ذاتہ محال واما بالنظر الی
الامتناع فقد یستلزم الممتنع بالذات کاستلزام عدم المعلول الاول عدم الواجب
انتہی عبارات حضرات متکلمین رضی اللہ تعالی عنہم خلاصۂ آل عبا سند العلما سید سند علیہ
الرحمۃ شرح مواقف مین نص کرتے ہین تفریع علی ثبوت الکلام للہ تعالی وہو انہ
یمتنع علیہ الکذب اتفاقا اما عند المعتزلۃ فلوجہین الاول انہ الخ والثانی انہ منافی
المصلحۃ العالم لانہ اذا جاز وقوع الکذب فی کلامہ ارتفع الوثوق عن اخبارہ بالثواب
والعقاب وسائر ما اخبر بہ من احوال الآخرۃ والاولی اہ اما امتناع الکذب علیہ
تعالی عندنا فلثلثۃ اوجہ الاول انہ نقص والنقص علی اللہ تعالی محال اجماعا الخ اور
امام المحققین جلال الدین دوانی شرح عقائد جلالی مین دربارۂ تنزیہات باری عزاسمہ

یون نص فرماتے ہین ولا یصح علیہ الحرکۃ والانتقال ولا الجہل ولا الکذب
لانہما نقص والنقص علی اللہ تعالی محال اور دوسرے مقام مین عضد الملۃ والدین
صاحب عضدیہ فرماتے ہین وہو منزہ عن جمیع صفات النقص کما سبق من اجماع
العقلاء علی ذلک اور صاحب مواقف نے بعد رد کرنے فرق باطلہ کے لکھا ہے واما
الفرق الناجیۃ فہم الاشاعرۃ والسلف من المحدثین اہل السنۃ والجماعۃ وقد اجمعوا انہ لیس
فی حیز فی جہۃ ولا یصح علیہ الحرکۃ ولا الانتقال ولا الجہل ولا الکذب ولا شئ من
صفات النقص اھ اور صاحب حاشیۃ خیالی شرح عقاید کے قول کیف وہو استدبیل
کے ذیل مین کہتے ہین بل کذب منتف بالاجماع ایک اور استدلال اقوال متکلمین سے
طالبین حق کے پیش نظر کرتا ہون کہ دراصل مشائخ کرام ماتریدیہ کثرہم اللہ اور معتزلہ
ہداہم اللہ کے نزدیک اشیا کا حسن و قبح عقلی ہے اور اشاعرہ رحمہم اللہ کے نزدیک شرعی
ہے چنانچہ اسکی تفصیل بفضلہ تعالی بیان کیجائیگی معتزلہ نے اشیا کے حسن و قبح عقلی
ہونے کے چند وجوہ بیان کی ہین جیسا کہ مسلم الثبوت و شرح مواقف مین مذکور ہے منجملہ
ان وجوہات کے دو طریق الزامی بیان کیے ہین جنمین سے ایک کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر
حسن و قبح عقلی نہ ہوتا تو خدا کا جھوٹ بولنا کیونکر محال ہوتا وہو باطل بالاجماع اشاعرہ
اس کا جواب یون دیتے ہین کہ ہمارے نزدیک خدا کے کذب کا محال ہونا قبح عقلی پر
مبنی نہین تا کہ اسکی انتفاء سے کذب باری کا امتناع ثابت نہ ہوسکے بلکہ جائز ہے کہ
اسکی وجہ کوئی اور ہو۔ ناظرین اہل انصاف اس سے بخوبی معلوم کرسکتے ہین کہ اہل سنت

والجماعت کا مذہب یہی ہے کہ امکان کذب باری محال ہے صرف استدلال کی تعیین
طرق مین کلام ہے شرح مواقف کی عبارت جو ذیل مین درج کیجاتی ہے اسپر شاہد ہے
واما الطریقان الالزامیان فاحدھما لو حسن من اللہ کل شئی کما اقتضاہ مذھبکم
من ان القبح انما ھو لاجل النھی الذی لا یتصور فی افعالہ لحسن ای لو یمتنع منہ
الکذب وفی ذلک ابطال للشرایع وبعثۃ الرسول بالکلیۃ لانہ قد یکون فی تصدیقہ
للنبی بالمعجزۃ کاذبا فلا یمکن حینئذ تمییز النبی عن المتنبی فلا یثبت الاحکام
الشرعیۃ وینتفی فائدۃ البعثۃ وانہ باطل بالاجماع ولحسن منہ ایضا خلق المعجزۃ
علی ید الکاذب وعاد المحذور الذی ھو سد باب النبوۃ والجواب ان مدرک
امتناع الکذب منہ تعالی عندنا لیس ھو قبحہ العقلی حتی یلزم من انتفائہ ان
لا یعلم امتناعہ اذ یجوز ان یکون لہ مدرک اخر وقد تقدم ھذا فی مباحث کونہ
تعالی متکلما آہ اور اسکی تحقیق انشاء اللہ تعالی آگے آئیگی اور علامہ تفتازانی
نے شرح عقاید مین دربارہ امتناع جواز تکلیف مالا یطاق نص کیا ہے وقد یستدل
بقولہ تعالی لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا علی نفی الجواز وتقریرہ انہ لو کان جائزا
لما لزم من فرض وقوعہ محال ضرورۃ ان استحالۃ اللازم یوجب استحالۃ الملزوم
تحقیقا لمعنی اللزوم لکنہ لو وقع لزم کذب اللہ تعالی وھو محال وھذہ نکتۃ فی
بیان استحالۃ کل ما یتعلق علم اللہ او ارادتہ او اخبارہ بعدم وقوعہ وحلھا انا لا
نسلم ان کل ما یکون ممکنا فی نفسہ لا یلزم من فرض وقوعہ محال وانما یجب

ذلك لو لم یعرض له الامتناع بالغیر ولا الجواز نیکون لزوم المحال بناء علی الامتناع
بالغیر الا تری ان الله تعالی لما اوجد العالم بقدرته واختیاره فعدمه ممکن فی نفسه
مع انه یلزم من فرض وقوعه تخلف المعلول عن علته التامة وهو محال والحاصل
ان الممکن لا یلزم من فرض وقوعه محال بالنظر الی ذاته اما بالنظر الی امر زائد علی نفسه
فلا نسلم انه لا یستلزم المحال نصوص علماء اصول رضوان الله علیہم اجمعین استاذ
اساتذة الہند ملا نظام الدین سہالوی شرح مسلم الثبوت کی اس مقام مین فرماتے
ہین وثانیاً انما ای الحکم عقلا لو لاه ای لا یمتنع الکذب منه تعالی والتالی باطل لان
الکذب منه لو کان جائزاً فلا یمتنع اظہار المعجزة علی ید الکاذب فانه من شعب
الکذب واذ قد جاز فالاکاذیب کلہا سواسیة فینسد باب النبوة وهو مفتوح
البتة اور مولانا عبد العلی بحر العلوم فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت مین لکھتے ہین
لاستحالة الکذب هناك اور صدر الشریعة توضیح مین یون تنقیح کرتے ہین وانما
عدل عن الامر الی الاخبار لان المخبر به ان لم یوجد فی الاخبار یلزم کذب الشارع
اور علامه سعد الملة والدین اسی قول پر تلویح مین بیان فرماتے ہین لانه اذا حکم
بثبوت شئی لشئی او نفیه عنه فان لم یتحقق ذلك لزم کذب الشارع وهو
محال یہا تک تو اقوال و تصریحات علمای کرام وفضلاء عظام واسطے ثبوت مدعای
مذکور بالا کے نقل کیے گئے اب اُسی مدعا پر ایک دلیل عقلی قایم کیجاتی ہی جسکے
مقدمات علماء کلام کے اقوال سے مستنبط ہین وہ یہ ہے کہ بیشک اضداد

صفات کمالیہ نقائص ہین اور ذات باریتعالی صفات ناقصہ سے مبرا ہے قال
فی شرح العقائد النسفیة علی ان اضدادها نقائص یجب تنزیهه تعالی عنها اور
رفع احد المتناقضین ثبوت دوسرے کو مستلزم ہے قال ابو الحسن الشهید فی حاشیتہ
علی ذلك الشرح فی توضیح العبارة المذکورة للبداهة العقلیة بان رفع الحیوة
ورفع القدرة ونحوه نقائص یجب تنزیه الله تعالی بالاجماع وارتفاع احد
المتنافیین یستلزم ثبوت الآخر ضرورة اور چونکہ خدا کا متکلم ہونا بکلام صادق ومطابق
واقع ظاہر وباہر ہے لہذا اسکی نقیض جسکا محصل کذب ہے واجب کے واجب الرفع ہوگی
وهو المدعی اب وہ شکوک وشبہات جو براہین قاطعہ مذکورہ بالا پر بادی النظر مین مخطور
بالبال ہوسکتی ہین مع دفعات ذیل مین درج کیجاتی ہین - اگر یہ کہا جاے کہ خدا
تعالی کا جمیع نقائص سے کہ منجملہ انکے کذب بھی ہے مبرا ہونا کیونکر متفق علیہ عقلا ہوسکتا
ہے حالانکہ بعض اکابر عقلا یعنی اشاعرہ کے نزدیک تمام اشیاء کا حسن وقبح شرعی ہے
فما اراه الشرع حسنا فهو حسن وما قال انه قبیح فهو قبیح اور عقاید عضدیہ مین منصوص
ہے ولا حاکم سواه فلیس للعقل حکم فی حسن الاشیاء وقبحها وفی کون الفعل سببا
للثواب والعقاب تو اسکا جواب یہ ہے کہ حسن وقبح کے تین معنی ہین دو اونمین سے
اتفاقا عقلی ہین اور ایک متنازع فیہ اور فیما نحن فیہ مین قبح بمعنی نقصان عقلی قرار
دیا ہے اور وہ اتفاقا عقلی ہے کما قال الدوانی قالوا الحسن والقبح یطلق علی ثلثة
معان الاول صفة الکمال والنقص الثانی ملائمة الغرض ومنافرته وقد یعبر عنهما

بالمصلحۃ والمفسدۃ ولا نزاع فی ان ھذین المعنیین ثابتان للصفات فی نفسھا
وان ماخذ ھما العقل و الثالث المدح والذم عاجلا والثواب والعقاب اٰجلا وھو
محل الخلاف اور ایسا ہی مسلم الثبوت اور تلویح وغیرہ مین مذکور ہے اور صاحب
مسلم الثبوت نے رد امکان کذب باری تعالیٰ مین اسطرح پر ذکر کیا ہے والجواب انہ
نقص وقد مرانہ لا نزاع فیہ ومافی المواقف ان النقص فی الافعال یرجع الی القبح
العقلی فممنوع لان ماینافی الوجوب الذاتی کیفما کان اوفعلا من الاستحالات
العقلیۃ ولذلک تنبہ الحکماء لکن یلزم علی الاشاعرۃ امتناع تعذیب الطایع
کما ھو مذھبنا ومذھب المعتزلۃ فانہ نقص مستحیل علیہ تعالیٰ شانہ اور اگر
کوئی یون وہم کرے کہ جب کذب باری تعالیٰ بالنظر الی الذات محال ہے توان براہین (شبہ نمبر ۲)
قطعیہ کے کیا معنی ہونگے اسلیے کہ برتقدیر اُسکی محالیت اوسکی معلل ومثبت بالغیر ہوگی
تو اسکا جواب یہ ہے کہ براہین واسطہ فی الاثبات ہین نہ واسطہ فی الثبوت اور (جواب)
استحالہ بالذات کی منافی واسطہ فی الثبوت ہوتا ہے نہ واسطہ فی الاثبات غایۃ
مافی الباب یہ ہے کہ محالیت اوسکی نظری ہوگی جیسے کہ وجوب بالذات براہین سے
مثبت ہے اور یہ منافی اوسکی ذاتیت کی نہین ہے اور تحقیق واسطہ فی الاثبات
اور واسطہ فی الثبوت کے مولانا بحر العلوم قدس سرہٗ کے حواشی سے بخوبی ہوسکتی
ہے۔ اور اگر یون کہا جاوے کہ جمیع عبارات دال امتناع کذب باری تعالےٰ (شبہ نمبر ۳)
سے امتناع بالغیر مراد ہے۔ اور یہ امکان بالذات کی منافی نہین اسکا جواب یہ ہے (جواب)

کہ جب لفظ استحالہ اور امتناع مطلق واقع ہوتے ہین تو اُسکا فرد کامل یعنی امتناع بالذات
مراد ہوتا ہے جیسا کہ جب وجوب اور امکان مطلق استعمال کئے جاتے ہین تو وجوب بالذات
اور امکان بالذات مراد ہوتا ہے کما لا یخفی علی الماہر ماسوا اسکے عبارات مستندہ مین
فقط لفظ امتناع و استحالہ نہین تاکہ عذر مذکور کی گنجائش ہو بلکہ - لایجوز - ولایحتمل - ولایتطرق
ولا یدخل - وغیرہ الفاظ جو امکان کے مساوق اور مرادف ہین وہ بھی مصرح ہین اور
یہان بھی احتمال بالغیر کا نکالنا بلا ضرورت حقیقت سے مجاز کیطرف عدول کرنا ہی وہو
ظاہر البطلان چنانچہ کتب عقائد و اصول مین موجود ہے یجب حمل النصوص علی ظواہرہا حتی
الامکان و لا یأول اب بعد فراغ استدلالات امتناع کذب باریتعالیٰ زید کے استدلال کیطرف
توجہ کیجاتی ہے جو اُسنے عبارت شامی وغیرہ سے کیا ہے وہ استدلال بچند وجوہ مخدوش
ہے اول یہ کہ خلف فی الوعید جسکو مستند و دلیل ٹھہرایا ہے وہ قول محققین نہین پھر
فرع اوسکی کیسے قابل اعتبار اور سزاوار اعتقاد ہوگی خود علامہ شامی نے بعد نقل کرنے
عبارت مستشہد زید کے نقل کیا ہے وصرح التفتازانی وغیرہ بان المحققین علی عدم جوازہ
وصرح النسفی بانہ الصحیح لاستحالتہ علیہ تعالی لقولہ تعالیٰ قَدْ قَدَّمْتُ اِلَیْکُمْ بِالْوَعِیْدِ مَا
یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ وقولہ تعالیٰ وَلَنْ یُّخْلِفَ اللّٰہُ وَعْدَہٗ ای وعیدہ وانما یمدح بالعفو
خاصۃ اور نیز اوسکی چند سطرون کے بعد نقل کیا ہے لکنہ مبنی علی جواز العفو
عن الشرک عقلاً وعلیہ یبتنی القول بجواز الخلف فی الوعید وقد علمت ان الصحیح
خلافہ اور علامہ تفتازانی نے شرح عقاید نسفیہ مین تصریح

[illegible]

کی ہے۔ عبارتہ ہکذا زعم بعضہم ان الخلف فی الوعید کرم فیجوز من اللہ تعالیٰ و
المحققون علی خلافہ وکیف وہو تبدیل للقول وقد قال اللہ تعالیٰ ما یبدل القول لدی
اور محقق دوانی نے اسی مطلب کو شرح عقاید جلالی میں یوں بیان فرمایا ہے وقیل
ان المحققین علی خلافہ کیف وہو تبدیل للقول وقد قال اللہ تعالیٰ ما یبدل القول
لدی۔ اور جو کہ واحدی نے دربارہ جواز خلف فی الوعید اپنی تفسیر بسیط میں یوں بیان
کیا ہے والثانی ان قولہ فجزاءہ جہنم معناہ الاستقبال ای انہ سیجزی بجہنم
ھذا وعید قال وخلف الوعید کرم اوسکا رد امام المتکلمین فخر الدین رازی نے
تفسیر کبیر میں اسطرح کیا ہے واما الوجہ الثانی من الوجہین اللذین اختارہما فہو
فی غایۃ الفساد لان الوعید من اقسام الخبر فاذا جوز علی اللہ الخلف فیہ فقد
جوز الکذب علی اللہ وہذا خطاء عظیم بل یقرب من ان یکون کفرا فان العقلاء
اجمعوا علی انہ تعالیٰ منزہ عن الکذب ولانہ اذا جوز الکذب علی اللہ فی الوعید۔
لاجل ما قال ان الخلف فی الوعید کرم فلم لا یجوز الخلف فی وعید الکفار ایضاً
فاذا جاز الخلف فی الوعید لغرض الکرم فلم لا یجوز فی القصص والاخبار لغرض المصلحۃ
ومعلوم ان فتح ہذا الباب یفضی الی الطعن فی القرآن وکل الشریعۃ ونیز اسی تفسیر میں ہے
ولما کان منزہا عن النقائص والآفات کان منزہا عن الخلف والکذب وکل ما
وعد بہ فلا بد وان یقع ہذا اذا قلنا انہ تعالیٰ لا یراعی مصالح العباد واما
اذا قلنا انہ یراعیہا فنقول الکذب انما یصدر عن العاقل اما للعجز او للجہل او للحاجۃ

ولما كان الحق سبحانه منزها عن الكل كان الكذب عليه محالا فلما اخبر عن نزول العذاب بهؤلاء الكفار وبحصول الحشر والنشر وجب القطع بوقوعه الخ وفي **المسلم** ولا يخرج العفو لان الخلف في الوعيد جائز دون الوعد ورد بان الايعاد الله تعالى خبر فهو صادق قطعا وقال **بحر العلوم** في شرح قوله فهو صادق اه لاستحالة الكذب هناك اور غير محققين گو جواز خلف في الوعيد کے قائل و معتقد ہین مگر جواز کذب باریتعالی کے ہرگز ہرگز معتقد نہین ہین چنانچہ مناظرہ اونکا جو تفسیر کبیر مین مذکور ہے شاہد عادل ہے

وذکر الواحدی في البسيط طريقة اخرى فقال لم لا يجوز ان يحمل هذا على ميعاد الاولياء دون وعيد الاعداء لان خلف الوعيد كرم عند العرب قال والدليل عليه انهم يمدحون بذلك قال الشاعر ؎ اذا وعد السراء انجز وعده * وان اوعد الضراء فالعفو مانعه * وروى المناظرة التي دارت بين ابي عمرو بن العلاء وبين عمرو بن عبيد **قال** ابو عمرو بن العلاء لعمرو بن عبيد ما تقول في اصحاب الكبائر قال اقول ان الله وعد وعدا واوعد ايعادا فهو منجز ايعاده كما هو منجز وعده فقال ابو عمرو بن العلاء انك رجل اعجم لا اقول اعجم اللسان ولكن اعجم القلب ان العرب تعد الرجوع عن الوعد لؤما وعن الايعاد كرما وانشد

؎ واني وان اوعدته او وعدته * لمكذب ايعادي ومنجز موعدي *

واعلم ان المعتزلة حكوا ان ابا عمرو بن العلاء

لما قال هذا الكلام قال له عمرو بن عبيد یا ابا عمرو فهل یسمی الله یکذب نفسه
فقال لا فقال عمرو بن عبید فقد سقطت حجتك قالوا فانقطع ابو عمرو بن العلاء
وعندی انه کان لابی عمرو بن العلاء ان یجیب عن هذا السوال فیقول انك قست
الوعید علی الوعد وانا انما ذکرت هذا البیان للفرق بین البابین وذلك لان الوعد
حق علیه فی الوعید حق له ومن اسقط حق نفسه فقد اتی بالجود والکرم ومن اسقط حق غیره
فذلك هو اللؤم فظهر الفرق بین الوعد والوعید وبطل قیاسك وانما ذکرت
هذا الشعر لایضاح هذا الفرق فاما قولك لو لم یفعل لصار کاذبا ومکذبا
نفسه فجوابه ان هذا انما یلزم لو کان الوعید ثابتا جزما من غیر شرط وعندی
جمیع الوعیدات مشروطة بعدم العفو فلا یلزم من ترکه دخول الکذب فی
کلام الله تعالی فهذا ما یتعلق بهذه الحکایة والله اعلم انتهی اس مناظرہ سے
خوب واضح ہوگیا کہ مجوزین خلف فی الوعید مجوز امکان کذب باری عز اسمہ کے ہرگز نہیں
ہین ورنہ بند ہوتے اور کلمۂ لا کے کیا معنے ہونگے و نیز تفصیل اس اجمال کی یہ ہے
کہ اثبات تنزیہات باریتعالی کا مدار نقص و قبح پر ہے اور صفات ثبوتیہ کا مناط
کمال و حسن پر ہے کما لا یخفی علی الفطن الذکی۔ لہذا جمیع علمائی کرام دلائل تنزیہات مین
اس مقدمہ کو اخذ کرتے ہین لانہ نقص و النقص علیہ تعالی محال اور اسکے ثبوت مین
اجماع اہل حق سے استشہاد کرتے ہین جیسا کہ حسن شہید خیالی و شرح مواقف و
جلالی و نسفی مین مذکور ہے اور براہین اثبات صفات ثبوتیہ مین جابجا اس قضیہ کو

مد نظر رکھتے ہین لانہ کمال وھو جامع للکمالات ولھذا قالوا الوجوب مبعد کل نقص وموجب
کل کمال ونقلوا علیہ الاجماع جیسا کہ حسن شہید مؤلف حاشیہ شرح عقاید نسفی وجلالی نے
مسطور کیا ہے اور اسیوجہ سے مجوزین نے خلف فی الوعید کے اثبات مین اس
مقدمہ کو پیش نظر رکھا ہے لان الخلف فی الوعید لیس بنقص بل ھو کمال وکرم اور
خلف فی الوعد کے امتناع مین یون کہا ہے لان الخلف فی الوعد نقص آہ بعد
تمہید ہذا کے جاننا چاہیے کہ بالضرور کذب صفت نقصان ہو گی یا صفت کمال
بر تقدیر اول خلف فی الوعید کے مجوزین مجوز کذب نہونگے کیونکہ تجویز خلف فی الوعید
کا مدار صرف کمال پر تھا اور وہ یہان مفقود ہے بلکہ کذب مثل باقی صفات ناقصہ
کے شان خداتعالی مین محال ہوگا اور خلف فی الوعید دوسرے صفات
کمالیہ کیطرح باعث کمال اور ضروری الثبوت ہوگا پس معلوم ہوا کہ تجویز خلف
فی الوعید سے امکان کذب پر استشہاد لانا صحیح نہین اور تقدیر ثانی پر کذب بھی کمال
ہونیکی جہت سے ضروری الثبوت ہوگا ولا یقول بہ عاقل فضلا عن فاضل ویابی عن التزامہ فافہم
الفطرۃ الانسانیۃ اور اگر کہا جاے کہ کذب بیشک نقصان اور محال ہے مگر امکان کذب
ایسا نہین تو یہ بعینہ ایسی بات ہے کہ کوئی کہے کہ جہل وعجز وغیرہ صفات ردیہ تو محال فافہم
ہین مگر انکا امکان محال نہین اور یہ بدیہی البطلان ہے علاوہ اسکے عقلا کے نزدیک
یہ مقدمہ مبرہن ہے کہ امکان المحال محال اور اگر یون وہم جاے کہ بیشک بنظر فافہم
دلائل بالا ولزوم استحالات فاحشہ خلف فی الوعید سے امکان کذب کا اعتقاد

نکرنا چاہیے مگر جواز خلف فی الوعید سے لازم آتا ہے کہ کذب باری عز اسمہ ممکن ہو اسلئے
کہ جب وعیدات اخبار ہین پھر انکے معانی مقصودہ کے خلاف وقوع مین آنا یہی کذب
ہے لان الکذب عبارة عن عدم المطابقة لما یحکی عنه جواب اسکا اولاً یہ ہے کہ (جواب اول)
یہ لزوم ممنوع ہے چنانچہ محقق دوانی نے شرح عقاید جلالی مین نقل کیا ہے عبارة
ہکذا اما الکذب فقد قیل ان جوز الخلف فی الوعید بناءً علی انه مکرمة من
الله تعالی یلزم تجویز الکذب علیه تعالی وبعضهم منع ذلک زعماً منه ان الکذب
لا یکون الا فی الماضی والخلف فی المستقبل الخ وفساده ظاهر لان الکذب هو الخبر
الغیر المطابق للواقع سواءً کان فی الماضی وفی المستقبل ومن ثم کذب الله تعالی
الخ والوجه فی دفعه ان آیات الوعید مشروطة بشروط معلومة من الآیات الاخر
والاحادیث منها الاصرار ومنها عدم التوبة ومنها عدم عفوه تعالی فیکون فی قوة الشرطیة
فلا یلزم الکذب اصلاً ویمکن ان یقال المراد ههنا انشاء الوعید والتهدید لا حقیقة
الاخبار فلا یتصف بالکذب اور ثانیاً یہ کہ یہ امر زید کو مفید نہین اسلیے کہ اسکی غرض (جواب دوم)
یہ تھی کہ امکان کذب کو اپنا معتقد ٹھہرائے اور تجویز خلف فی الوعید کو سند پکڑے اور
حاصل اعتراض یہ ہوا کہ مجوزین خلف فی الوعید گو معتقد امکان کذب باری تعالی
نہین ہین مگر لازم بے التزام آتا ہے پس زید کو کیونکر مفید ہو سکتا ہے غایة ما فی الباب
یہ لازم آیا کہ خلف فی الوعید ایسے امر کو مستلزم ہے جسکا استحالہ ثابت ہو چکا ہے
یہی وجہ ہے کہ مجوزین خلف فی الوعید کے اقوال مین علما دو گروہ ہین ایک گروہ بسبب لزوم

کذب کے اس تجویز کو رد کرتے ہین اور دوسرا گروہ تاویل کرا آیات وعید انشاءات
ہین اور بر تقدیر اخبار مشروط بشرائط سلوۃ الصدر بہر کیف امکان کذب لازم نہین آیا
کیونکہ یہ حقیقۃً خلف نہین کما نص علیہ العلامۃ الدوانی قیل ان المحققین علی
خلافہ کیف وھو تبدیل للقول وقد قال اللہ تعالی ما یبدل القول لدی وما انا بظلام
للعبید۔ قلت ان حمل آیات الوعید علی انشاء التھدید فلا خلف لانہ حینئذ لیس بخبر
بحسب المعنی وان حمل علی الاخبار کما ھو الظاھر فیمکن ان یقال بتخصیص المذنب المغفور
عن عمومات الوعید بالدلائل المفصلۃ اولاً فلا خلف علی ھذا التقدیر ایضاً فلا یلزم
تبدل القول واما اذا لم یقل باحد ھذین الوجھین فیشکل التفصی عن لزوم التبدل
والکذب اللھم الا ان یحمل آیات الوعید علی استحقاق ما وعد بہ لا علی وقوعہ
بالفعل علاوہ اسکے مجوزین خلف فی الوعید وقوع خلف کے بھی قائل ہین جیسا کہ
اونکے دلائل سے ظاہر ہے حیث قالوا لانہ لیس بنقص بل ھو کمال وانت تعلم
ان الوجہ موجب لکل کمال والوعید حق علی العباد وقال لا تفعلوا کذا فان لم
تفعلوا فان شاء عفا وان شاء اخذ لانہ حقہ واولیھما العفو والکرم انہ غفور حلیم
جلالی اور محققین کا رد بھی دال ہے کہ وہ لوگ وقوع کے قائل ہین کیف وھو تبدیل
للقول الخ تبدیل قول جب لازم آتی ہے کہ اوسکا وقوع ہوا اور جبکہ سند امکان کذب کی
تجویز خلف فی الوعید ہے تو امکان کذب کیا اسکے وقوع کا قائل ہونا پڑیگا وھو
باطل بالاجماع پس ضرور ہوا کہ اس لزوم کی وجہ سے اونکے قول کی تاویل کیجاوے

جیساکہ ایسے لزومات باطلہ کے موقعونپر کیجاتی ہے نہ یہ کہ ایسے لازم باطل کا التزام
کرلین مثلاً طائفہ متکلمین زیادتی علم اور وجود وغیرہ صفات کے قائل ہین حکماء اسکے جواب
مین اونپر استحالات قایم کرتے ہین پھر کیا ہم ان امور الزامیہ کو اپنا معتقد
بنادینگے ہرگز ہرگز نہین اور زید کے استدلال کا مخدوش ہونا دوسرے عنوان
سے بھی ہوسکتا ہی مگر بعد تمہید مقدمہ جلیلہ کے اور وہ یہ ہے صدق الخبر مطابقتہ
لما قصد بہ لا لظاہر مدلولات الالفاظ کما فی المطول ظاہر ہے کہ اگر صدق خبر کا مدار
یہ ہوتا کہ ظاہر مدلولات الفاظ کے مطابق ہو تو تمام مجازات کاذب ہوتے کیونکہ
زیدٌ اسدٌ و انما الاعمال بالنیات وغیرہ اپنی مدلول ظاہری کے مطابق نہین والتالی
باطل فالمقدم مثلہ بعد اس تمہید کے معلوم کرنا چاہیئے کہ جو لوگ خلف فی الوعید
کے جواز بلکہ وقوع کے قائل ہین چنانچہ اونکے اقوال وعبارات سے صاف ظاہر ہے
اگر انکی یہ غرض ہے کہ ان وعیدات کے جو ظاہری معنی ہین وہی مقصود حاکی ہین اس
تقدیر پر صرف امکان پر کفایت نہین ہوگی بلکہ فعلیۃ کذب لازم آئیگی کیونکہ یہ قضایا
مطلقہ عامہ ہین اور صدق وکذب مطلقہ عامہ کا دائماً ہوتا ہے نہ وقت مخصوص مین
چنانچہ شروح سلم مین مصرح ہے گو کذب کا بالفعل علم نہو ولا یخفے بطلانہ علی احد
کیونکہ اس صورت مین حضرات مجوزین خلف فی الوعید کذبنی ابن آدم ولا ینبغی لہ
اور فقد کذبوا بالحق لما جاءھم الآیہ و دیگر آیات تکذیب کے مورد و مصداق
بنتے ہین اعاذنا اللہ وجمیع المسلمین اور اگر انکا یہ مطلب ہے کہ جو ظاہر معنی ان وعیدات

سے مفہوم ہوتے ہین اوسکے خلاف ارادہ ازلی سے سرزد ہوگا اور الفاظ وعیدہ سے مقصود یہ ہے کہ یہ عقوبات بشرط عدم توبہ اور معاف کرنے وغیرہ قیود ات کے ہین اور وہ لوگ اسکو خلاف فی الوعید کہتے ہین تو اس صورت مین کذب کا وہم بھی نہین جیسا کہ مقدمہ بالا سے بخوبی ظاہر ہے اور اگر کہا جاے کہ جب خلف فی الوعید باعث کذب ہے امر باطل ہے باطل ہوا پس عبارات اشاعرہ کی جو دربارہ خلف فی الوعید مواقف و مقاصد مین مذکور ہین کیا معنی ہونگے تو جواب اسکا اگرچہ ضمناً عبارات بالا سے مستفاد ہوگیا ہے مگر واسطے تنبیہ اذہان قاصرہ کے تصریح کیجاتی ہے فمراد الاشاعرۃ بقولهم ان الخلف فی الوعید کرم وجوه ان الکریم اذا اخبر بالوعید فاللائق بشانه ومقتضی کرمه ان یبنی اخباره علی المشیة فجمیع العمومات الواردة فی الوعید متعلقة بالمشیة وان لم یصرح بها زجرا للعاصین ومنعا لهم فلا یلزم الکذب والتبدیل کذا فی الخیالی وحواشیه اور اگر یہ وہم ہو کہ یہ عدول حقیقت سے طرف مجاز کے ہے اور نیز یہ تقیید آیات واحادیث وعد مین بھی جاری ہوگی پس جواز تعذیب موعود الجنة بغیر حساب کا جواز وقوعی لازم آیگا وهو باطل عند الکل تو جواب اسکا شرح سلم الثبوت مولانا بحر العلوم مین مذکور ہے عبارته هکذا فلا بد ان یقال فی العدل ان الایعاد فی کلامه تعالی مقید بعدم العفو فلا خلف ولا ایراد ولك ان تقلب علیه بان التقیید عدول عن الحقیقة بلا موجب ومثله یجری فی الوعد ایضا فیلزم جواز تعذیب الموعود بالجنة بغیر حساب جوازا وقوعیا والحق ان الموجب للعدل متحقق وهو

ثبوت جواز العفو لاهل الكبائر الغير المشرك ثبوتاً قطعياً جلياً مثل الشمس على نصف النهار فلا بد من العدول عن الظاهر في الوعيدات التي لغير الكفرة فاما بالتقييد او بجعله لانشاء التخويف واما الوعد فلا موجب فيه فيبقى على الحقيقة انتهى اب وہ عبارات وشبہات جو بظاہر زید کو مفید ہین مع جوابات پیش کرتا ہون تاکہ تحقیق حق کما ینبغی ہوجاوے اور طالب حق کو کچھ تردد باقی نرہے اول یہ کہ اگر کوئی زید کی طرف سے ردالمحتار کی اس عبارت سے جو صفحہ ۳۵ مین ہے استدلال کرے عبارتہ ہکذا والاشبه ترجح جواز الخلف في الوعيد في حق المسلمين دون الكفار توفيقاً بين ادلة المانعين المقدمة وادلة المثبتين الخ تو اسکا جواب خود شامی کے اُس قول سے جو محصل قول سابق ہے معلوم ہوتا ہے وحاصل هذا القول جواز التخصيص لما دل عليه اللفظ بوضعه اللغوي من العموم في نصوص الوعيد ولا ينافي النصوص الصحيحة المصرحة بان من المؤمنين من يدخل النار ويعاقب فيها على ذنوبه الخ اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمین کے حق مین خلف فی الوعید نہین بلکہ عمومات نصوص سے خارج اور مخصوص ہین جب مسلمین خارج ہوے تو انکے حق مین خلف فی الوعید برای نام ہے دوم یہ کہ اگر سید سند کے اُس سوال وجواب سے استدلال لایا جاے جو اونھون نے شرح مواقف مین کیا ہے وہو هذا لا يقال انه يستلزم جوازهما وهو ايضاً محال لانا نقول استحالته ممنوعة كيف وهو من الممكنات التي يشملها قدرته انتهى تو اسکا جواب کئی طرح پر ہوسکتا ہے اولاً سید صاحب نے اس قول کو کسیکی طرف منسوب نہین کیا بظاہر

جواب

جواب اول

یہ معلوم ہوتا ہے کہ سید صاحب نے یہ الزامی جواب دیا ہے چونکہ بعض معتزلہ کذب باری
کو ممکن کہتے ہین اور قدرت کے تحت مین داخل کرتے ہین اسلیئے معتزلہ کے جواب مین
ایسا کہا گیا اور اسکی تائید سید صاحب کے اُس قول سے ہوتی ہے جو اونھون نے فرقہ
مزداریہ کے بیان مین لکھا ہے وھو ھذا المزداریۃ ھو ابو موسی عیسی بن صبیح المزداد
وھو تلمیذ بشر اخذ العلم عنہ وتزھد حتی سمی راھب المعتزلۃ قال اللہ قادر علی ان یکذب
ویظلم ولو فعل لکان الھا کاذبا ظالما تعالی اللہ عما قالہ علوا کبیرا انتھی یہان ابو موسی
معتزلی کا یہ قول بیان کیا گیا کہ اللہ قادر علی ان یکذب ویظلم اور اسی قول سے سید
صاحب خدا تعالےٰ کی کمال بری اور تنزیہ بیان کرتے ہین اور کہتے ہین تعالی اللہ عما
قالہ علوا کبیرا شرح مواقف کی اس عبارت سے دونون امر ظاہر ہو گئے یعنی یہ
کذب باری تعالی کو ممکن کہنا بعض معتزلہ کا مذہب ہے اور سید صاحب کا یہ قول نہین اور
جب سید صاحب کا بنفسہ قول نہوا تو ثابت ہو گیا کہ جواب مذکور مین وہ قول الزاما کہا ہے علیٰ ہذا
سید صاحب کے اوس قول سے بھی میرے مدعا کی تائید ہوتی ہے جو اونھون نے
کتب منطقیہ مین لکھا ہے وہ قول یہ ہے فلا یرد ان خبر اللہ تعالی والرسول لا یحتمل
الکذب انتھی یہان سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سید صاحب کے نزدیک باری تعالےٰ
کے کلام مین کذب کا امکان نہین پس شرح مواقف کا جواب مذکور بالضرور الزام پر
حمل کیا جائیگا ورنہ دونون کلامون مین تعارض لازم آئیگا جسکی وجہ سے بلا ضرورت
دونون کو ساقط ماننا پڑیگا وھو کما تری سید صاحب کے اسے الزامی قول سے مدعیان

امکان کذب باریتعالی نے دھوکا کھایا ہے افسوس اگران صاحبون کی نظر وسیع
ہوتی تو اس دہوکے مین نپڑتے ثانیاً بالفرض اگر سید صاحب ہی کا یہ قول ہو تو جمہور
اہل حق کے مقابلہ مین کب لائق قبول اور قابل تمسک ہوسکتا ہے ثالثاً جن محققین
نے سید صاحب کے قول مذکور کے الزامی ہونے کی طرف خیال نہین کیا اونھون
نے اوسے مردود ٹھرایا ہے چنانچہ محقق دوانی شرح عقائد جلالی مین کہتے ہین قلت
الکذب نقص و النقص علیه تعالی محال فلا یکون من الممکنات ولا یشمله القدرة کما
لا یشمل القدرة سائر وجوه النقص علیه تعالی کالجہل والعجز ونفی صفات الکمال
اور بعض اخبار یہ کا یہ گمان کہ محقق دوانی کا رد سید سند پر وارد نہین ہوتا کیونکہ سید
شریف بحث کلام مین تصریح کرچکے ہین کہ قبح فی الفعل جس سے معتزلہ اسکے امتناع پر
استدلال کرتے ہین اور نقص فی الفعل مین کچھ فرق نہین تو نقص فی الفعل سے
اہل سنت کا اوسکو امتناع پر استدلال کرنا اصول اہل سنت کے خلاف ہی (ضمیمہ
اخبار نظام الملک مرادآباد مطبوعہ ۱۲۔ اگست ۸۹ء صفحہ ۳ ملاحظہ ہو) اسکا حاصل
یہ ہی کہ خداوند تعالی کو نقص سے منزہ بتانا اہل سنت کا مذہب نہین بلکہ معتزلہ کا مذہب
ہے اب اسکو اہل حق خود ہی ملاحظہ کرین کہ اہل سنت پر کیسا الزام لگایا جاتا ہے
جب نقص سے منزہ بتانا اہل سنت کا مذہب نہوا تو لامحالہ منزہ نہ ماننا اونکا مذہب
ٹھہریگا افسوس ایسی فہم پر۔ اب مفصلاً بچند وجوہ اسکا جواب ملاحظہ کیجیے۔ اول
یہ کہ یہ قول سید شریف کا نہین ہے اور کیونکر ہوسکتا ہے حالانکہ سید صاحب حنفی

جواب اول

حنفی ہین اور مختار احناف حسن وقبح اشیاء عقلی ہے چنانچہ مسلم الثبوت و توضیح
وتلویح مین مصرح ہے البتہ یہ قول عضد الملۃ والدین صاحب مواقف شافعی کا ہے
اور وہ بھی بطور اذعان وجزم نہین فرماتے ہین بلکہ بطور لا علمی واستفسار کہتے ہین چنانچہ
عبارت انکی دال ہے ولم یظہر لی فرق بین النقص فی الفعل وبین القبح العقلی فیہ
فان النقص فی الافعال ہو القبح العقلی بعینہ فیہا وانما تختلف العبارۃ پھر مدعی کو
حنفی ہوکر شافعیہ کے قول سے متمسک کیونکر صحیح ہوسکتا ہے اور دوسرے یہ کہ مسلم الثبوت
وغیرہ مین قول صاحب مواقف کو رد کیا ہے والجواب انہ نقص وقد مرانہ لا نزاع
فیہ ومافی المواقف ان النقص فی الافعال یرجع الی القبح العقلی فممنوع لان ماینافی
الوجوب الذاتی کیفا کان اوفعلا من الاستحالات العقلیۃ الخ (مسلم الثبوت)
اور تیسرے یہ کہ خود سید شریف نے محالیت نقص کو اجماعی قرار دیا ہے چنانچہ
لکھا ہے والنقص علیہ محال اجماعا (شرح مواقف صفحہ ۳۴۲) چوتھے یہ کہ خود صاحب توقیف
نے نص کیا ہے کہ حسن وقبح بمعنی صفت کمال ونقصان وبمعنی مصلحت ومفسدہ اتفاقا
عقلی ہین عبارتہ ہذا ولا بد من تحریر محل النزاع فنقول الحسن والقبح یقال لمعان
ثلثۃ الاول صفۃ الکمال والنقص یقال العلم حسن والجہل قبیح ولا نزاع ان مدرکہ
العقل الثانی ملائمۃ الغرض ومنافرتہ وقد یعبر عنہما بالمصلحۃ والمفسدۃ
وھو ایضا عقلی اور امام المتکلمین فخر الدین رازی اپنی تفسیر کبیر کی جلد اول

کے صفحہ ۵۸۲ مین اسطرح نص فرماتے ہین المسئلة الرابعة قوله تعالی فلن یخلف اللہ عهده یدل علی انه سبحانه منزہ عن الکذب فی وعده و وعیده قال اصحابنا لان الکذب صفة نقص و النقص علی اللہ محال اور جلد چہارم کے صفحہ ۱۹۶ مین تحریر کرتے ہین الصفة الثانیة من صفات کلمة اللہ کونها صدقا والدلیل علیه ان الکذب نقص والنقص علی اللہ محال ولا یجوز اثبات ان الکذب علی اللہ محال بالدلائل السمعیة لان صحة الدلائل السمعیة موقوفة علی ان الکذب علی اللہ محال فلو اثبتنا امتناع الکذب علی اللہ بالدلائل السمعیة لزم الدور وهو باطل و اعلم ان هذا الکلام کما یدل علی ان الخلف فی وعد اللہ تع محال فهو ایضا یدل علی ان الخلف فی وعیده محال آه جب یہ اکابر اسطرح تصریح کرتے ہین تو کذب اور خلف فی الوعید کو صفت نقصان قرار دیکر محال کہنا کیونکر خلاف اہل سنت وجماعت ہوگا۔ اس تقریر سے واضح ہوگیا کہ صاحب مواقف نے جو معتزلہ کی الزامی دلیل کا رد اسطرح کیا ہے کہ امتناع کذب باریتعالی کی دلیل ہمارے نزدیک یہ نہین ہے کہ وہ قبیح ہے تاکہ اُسکے شرعی ہونے کی وجہ سے اُسکا امتناع ثابت نہو بلکہ ممکن ہے کہ اسکے لیئے دوسری دلیل ہو یہ رد تطویل لاطائل ہے بلکہ جواب عمدہ اوسکا وہ ہے جو مسلم الثبوت مین مذکور ہے کہ باتفاق عقلا کذب صفت نقصان ہے اور باری عزاسمہ صفات نقصان سے مبرا ہے هذا ما وعدنا فیما قبل آور محقق دوانی اور سید سند کے کلام مین اسطرح تطبیق دینا بھی خیال خام ہے کہ محقق دوانی کا قول کلام نفسی پر محمول ہو اور سید سند بلفظ

کا کلام لفظی پر جیسا کہ اخباری صاحب نے لکھا ہے (ضمیمہ اخبار مذکور صفحہ ۳) یہ کیسے ممکن
ہوگا کہ ایک شخص دوسرے کے کلام کو رد کرے اور اُس رد کرنے والے کی مراد ایسی بیان
کیجاے جو اس رد کو غلط ٹھہرائے توجیہ القول بما لا یرضی قائلہ اسکو کہتے ہیں جسکے
بطلان پر اہل عقل کا اتفاق ہے اخباری صاحب کو یہ خبر نہیں کہ تطبیق کا یہ محل نہیں
ہے بلکہ تطبیق وہان ہو سکتی ہے کہ ہر ایک کا قول علیحدہ طور سے اپنے اپنے محل پر ہو
اسکے علاوہ اس تطبیق کی بنا اسپر ہے کہ کلام لفظی اور کلام نفسی کے درمیان امتناع
کذب اور صدق مین اختلاف ہو وہو باطل کما سیاتی عنقریب بیان سے اخباریہ
صاحب کا وہ خیال بھی غلط ہو گیا جو اخبار مذکور کے صفحہ ۲ مین ہے کہ کذب کا محال
عقلی ہونا ممتنع ہے بلکہ وہ محال شرعی ہے اور محال شرعی کے امکان کو عقلی کہنا
عاقل کا کام نہین انتہی امام فخر الدین رازی صاحب نے تصریح کردی کہ کذب کا محال
شرعی ہونا غلط ہے بلکہ وہ محال عقلی ہے مولانا اخباریہ یہ بھی خیال نہین کرتے کہ تمام
عقلا کے نزدیک باریتعالی کے لیئے کذب ویسا ہی ممتنع الثبوت ہے جیسے اور صفات
ناقصہ مثل جہل و عجز وغیرہما کے اوس ذات پاک سے کذب کا ممتنع ہونا جسطرح
شریعت الٰہی کے ماننے والے تسلیم کرتے ہین اوسیطرح منکرین شریعت الٰہی یعنی حکما
وغیرہ بھی اوسے مانتے ہین اگر اسکا استحالہ موقوف علی الشرع ہوتا تو منکرین شریعت
اوسے کیون مانتے اور اگر شرعی کہنے سے مقصود ماورد بہ الشرع ہو تو یہ عقلی ہونیکی منافی
نہین ہے بہت سے امور عقلیہ شریعت مین بیان کیئے گئے ہین مثلاً علم باری توحید باری

غلطی اخباری صاحب

وغیرہا پھر کیا یہ امور شریعت مین مذکور ہونیکی وجہ سے امور عقلیہ سے خارج ہو جاوینگے

سوم یہ کہ اگر زید اپنے اثبات دعوی مین یہ سند پیش کرے کہ خدا کے افعال اختیاری (شبہ سوم)

ہین اور متکلمین کے نزدیک اختیاریۃ افعال کے یہ معنی ہین ان شاء فعل وان شاء

لم یفعل وقیل ان لم یشاء لم یفعل جیسا کہ سلم الثبوت وغیرہ مین مذکور ہے پس منکرین اور

مطیعین کو دوزخ وجنت مین لیجانا بھی اختیاری ہوگا چاہے لیجاے یا نہ لیجاے اور

ممکن ہوگا کہ مطیع کو دوزخ مین ڈالدے اور منکر کو جنت مین اور اسکا امکان کذب

باری اور خلف فی الوعید کے امکان کو مستلزم ہے وہو المدعا اقول اسکا

جواب بچند وجوہ ہے اولا نقضاً بجہل الباری تعالی جسکی تقریر یہ ہے۔ کہ بالاتفاق (جواب اول)

جہل باری تعالی محال وغیر ممکن ہے چنانچہ محقق دوانی نے شرح قول عضد لاید

ولا یعم الجہل ولا الکذب مین لکھا ہے اور جواز فعل مستلزم ہے جہل کو چنانچہ

سلم الثبوت مین مسئلہ امکان وامتناع تکلیف بالمحال مین اسکا تعرض ہے وما قیل

جواز الفعل یستلزم جواز الجہل مدفوع الخ اور ثانیاً نقضاً بخلف الوعد اسلیے کہ (جواب دوم)

امکان خلف وعد کا کوئی بھی قائل نہین لما انہم نصوا انہ نقص والنقص علیہ تعالی

محال قطعاً اجماعاً اور ثالثاً حلاً تقریر اوسکی یہ ہے کہ جب دلائل قطعیہ اور براہین یقینیہ (جواب سوم)

سے امتناع امکان کذب باریتعالی ثابت ہو چکا چنانکہ مفصلا گذرا اور حجج قویہ اور

بینات مستقیمہ سے امتناع امکان جہل باریتعالی بھی مقرر ہو چکا۔ پس جواز فعل بلحاظ

ذات مستلزم جواز وامکان کذب باریتعالی وجہل خداتعالی کو نہوگا بلکہ ان دونون

کا ممتنع بالذات ہونا اس امر کو مستلزم ہوگا کہ انعام مطیع اور تعذیب منکر واجب بالغیر
اور اسکا خلاف ممتنع بالغیر ہو چنانچہ وجوب بالذات وجود باریتعالی مستلزم وجوب بالغیر
وجود معلول اول ہے۔ نہ امکان عدم بالذات معلول اول مستلزم امکان عدم
بالغیر باریتعالی ہے۔ جیساکہ کتب معقول مین بدلائل عقلیہ ثابت ہے اور مسلم الثبوت
مین مصرح ہے لکن الاشاعرۃ یلزمھم امتناع تعذیب الطایع کما ھو مذھبنا و
مذھب المعتزلۃ کما مر مفصلا۔ اور یہی جواب مانعین تکلیف ممتنع لذاتہ کا جو اثنار
اقوال مفسرین مین گذر چکا یہان بھی جاری ہوگا فتذکر مامر تحقیق بالا سے اوس
دلیل کا جواب بھی بخوبی ظاہر ہو گیا جو اخبار مذکور کے صفحہ ۱۲ مین مندرج ہے اور وہ
یہ ہے دوسری دلیل یہ بھی کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ
بِہٖ اب ہم پوچھتے ہین کہ حق تعالی کو اسکے خلاف پر قدرت ہے کہ نہین شرک کو
بخش سکتا ہے جناب میان صاحب نے فرمایا ہان بخش سکتا ہے تو مولانا نے کہا یہی
امکان کذب ہے۔ اگرچہ بلحاظ تقریر گذشتہ اس دلیل کے دفع کی تشریح کی حاجت نہین ہے
مگر واسطے افادہ عوام کے شرح کرتا ہون اول یہ کہ مستدل کے نزدیک کلام نفسی کا
متصف بکذب ہونا ممتنع بالذات ہے اور اس دلیل سے ثابت ہوتا ہے کہ ممکن ہو
کیونکہ یہ دلیل بعینہ اوسمین جاری ہے اسلیے کہ بر تقدیر مغفرت کفار جیساکہ خلاف
کلام لفظی وقوع مین آیگا جسے کذب کہتے ہین ویسا ہی مخالف کلام نفسی کے ہوگا
اور یہی عدم مطابقت وتبدیل کلام الہی ہے ہذا خلف اور دوسرے یہ کہ منقوض ہے

منتہی جواب

الی آخرہ [illegible]

[illegible] صاحب ۱۲ منہ

ساتھہ علم باریتعالی کے اسلیئے کہ بر تقدیر وقوع مغفرت مشرکین تبدل علم بجہل لازم
آئیگا چنانچہ تقریر اوسکی اثنای اقوال مفسرین مین گذرچکی اور تیسرے یہ کہ ممکن بالذات جواب سوم
محال بالغیر محال بالذات کو مستلزم ہوتا ہے مگر بلحاظ امتناع بالغیر کے نہ بلحاظ اپنے امکان
ذاتی کے چنانچہ تفصیلا گذرچکا پس امکان مغفرت کفار دلیل امکان کذب باریتعالی
نہین ہوسکتی جیسا کہ امکان عدم معلول اول سند امکان عدم واجب بالذات نہین
ہوسکتی ہے اور چوتھے یہ کہ تقریب ناتمام ہے مدعا مین امتناع بالذات کذب کلام نفسی جواب چہارم
بھی تھا اور دلیل مین اصلا تعرض نہین ہے اور پانچوین یہ کہ بحث مذہب اہل سنت
وجماعت مین ہے نہ کہ مجتہدین کے اجتہاد مین۔ پس مستدل کے ذمہ لازم وضرور ہے جواب پنجم
کہ اہل مذہب سے کلام نفسی وکلام لفظی کے درمیان تفرقہ نقل کرین ورنہ خرط القتاد
عجب ہے مجوزین امکان کذب باریتعالی سے کہ باوجود ادعا مذہب اہل سنت وجماعت کے
کوئی نص اہل مذہب سے پیش نہین کرتے ہین محض استنباطات پر اکتفا کرتے ہین۔ چہارم شبہ چہارم
یہ کہ اگر زید کو دل مین یہ شبہ گذرے اور اسکو اپنے ثبوت عقیدے کی سند مقرر کرے کہ صفات
واجب تعالی متکلمین کے نزدیک زائد ہین اور جب زائد ہوئین تو بیشک ممکن بالذات
ہونگی ورنہ تعدد وجبا لازم آتا ہے واستحالتہ ظاهرة وفی کتب الکلامیة مصرحة
اور صدق وکذب کلام کی صفت اولا وبالذات ہے اور متکلم کی ثانیا وبالعرض ظاہر ہے
کہ ممکن بالذات کی صفت بطریق اولی ممکن ہوگی پس کذب باری تعالی بھی ممکن ہوگا
جواب اسکا یہ ہے کہ اس باب کا کھولنا محالات غیر عدیدہ کی طرف منجر ہوگا اسلیئے کہ جواب اول

جہل کی نقیض علم ہے اور عجز کی ضد قدرت اور ممات کے مقابل حیات ہے اور عدم
کی نقیض وجود وعلی ہذا القیاس فی البواقی یہ سب بھی ممکن بالذات ہونگی کیونکہ امکان
احد النقیضین امکان نقیض آخر کو مستلزم ہے ورنہ امکان اجتماع النقیضین بر تقدیر وجوب
نقیض آخر کی یا امکان ارتفاع النقیضین بصورت امتناع نقیض آخر لازم آئیگا وامکان
المحال محال کما لا یخفی علی الماہر اور مسلم الثبوت وغیرہ مین اسکی نص بھی ہے اور امکان
عدم واجب وعدم حیات وغیرہما کا استحالہ مسلم عند الکل ہے اور کیونکر نہو کہ جب واجب کا وجود
وحیات بھی ممکن ہون تو واجب بالذات کیا چیز ہوگی علاوہ اسکے اگر ان محالات
کو تسلیم بھی کر لیا جاے تاہم زید کا مدعا ثابت نہین ہوتا کیونکہ یہ ضرور نہین کہ ممکن بالذات
کی صفت بھی ممکن بالذات ہو مثلاً کل وجز ممکنات سے ہین حالانکہ جز کی اعظمیت اور
کل کی انقصیت محالات سے ہین علی ہذا القیاس کلام باری ممکن ہو مگر کذب اسکا
محال فکلامہ تعالی عند وجودہ یکون صادقا لامحالۃ وعند عدمہ لا یکون کاذبا ولا
صادقا کالانشاءات والالفاظ المفردۃ ولا یلزم ارتفاع النقیضین لان نقیض الصدق
عدمہ والکذب اخص منہ فافہم مین امید کرتا ہون کہ ناظرین با انصاف بعد اذعان
واستماع تقریر ہذا کے بخوبی جان سکتے ہین کہ بعض جو ہمین کی وہ دلیل بھی ہباءً
منثورا ہو گئی جسپر اونھین بڑا ناز اور فخر ہے اور بڑے دعوے سے کہا ہے کہ میری دلیل
کے کسی مقدمہ کو اگر کوئی باطل کرے تو مین اپنی دلیل سے دست بردار ہو جاؤنگا اور
وہ دلیل یہ ہے کہ ہم کہہ چکے ہین کہ کلام نفسی مین کذب ممتنع بالذات ہے لیکن کلام لفظی مین

ممکن بالذات ہے کیونکہ کلام لفظی وہ ہے جو مرکب الفاظ سے ہو اور جو مرکب الفاظ
سے ہو وہ حادث ہے اور جو حادث ہے وہ ممکن اور جو ممکن وہ بحکم آیت اِنَّ اللّٰہَ
عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ داخل تحت قدرت تو کلام لفظی باقسامہ داخل تحت قدرت انتہی۔
اگرچہ جواب اس دلیل کا تقریر ماسبق سے واضح ہو گیا ہے مگر واسطے تنبیہ اذہان قاصرہ
کے کچھ تفصیل کیا چاہتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ مدعی کہانتک اپنے قول میں صادق
اور اپنے وعدے کے وفا کرنے والے ہیں یا صرف امکان کذب ہی پر قناعت کر بیٹھے
ہیں۔ واضح ہو کہ یہ دلیل تین طور سے مجروح و مردود ہے اوّل تو اسکے
کل مقدمات مخدوش ہیں بجز ایک مقدمہ مشہورہ کے جسکا ثبوت مدعی
کے کسیطرح مفید مدعا نہیں ہے دوم یہ کہ مستلزم مدعا نہیں یعنی امکان کذب باری
ثابت نہیں ہوتا تیسرے یہ کہ بر تقدیر ثبوت اس مدعا کے مستدل کا دوسرا ادعا یا یوں کہیے
کہ مدعا کا دوسرا جز غلط ٹھہرتا ہے امر اوّل کا ثبوت یعنی ہر ایک مقدمہ کا مخدوش ہونا۔
پہلا مقدمہ کلام لفظی وہ ہے جو مرکب ہو الفاظ سے اقول بعض کلام ایسے ہیں
جنمیں ایک ہی لفظ ہے مثلاً قِ و طِ و لِ پس جب بعض کلام الفاظ سے مرکب
نہیں ہے تو تعریف جامع نہوئی اور اگر الفاظ حکمیہ یعنے ضمائر مستترہ کا اعتبار کر کے کہا
ہے تو مقدمہ ثانی اعنی جو مرکب الفاظ سے ہو وہ حادث ہے ممنوع ہے اسلیے کہ دلیل
حدوث ترتب الفاظ ہے کیونکہ اسی ترتب سے تقدم و تاخر زمانی ہوتا ہے جسکی وجہ سے
اوسے حادث کہہ سکتے ہیں اور یہ تقدم و تاخر الفاظ حقیقیہ و حکمیہ کی ترکیب میں مفقود
ہے پس جب تقدم و تاخر ثابت نہوا تو حدوث کا ثبوت نہوگا دوسرا مقدمہ یعنی جو

لہ ثالث نقض [illegible] ادنیٰ تأمل سے ١٢

مرکب الفاظ سے ہو وہ حادث ہے **اقول** صاحب مؤقف نے ایک مستقل رسالہ تحقیق
کلام الٰہی مین تصنیف کیا ہے اوسمین لکھا ہے کہ رئیس الاشاعرہ شیخ ابو الحسن اشعری
کلام نفسی اور کلام لفظی دونون کے قدم کے قائل ہین اور سید سند نے اوس رسالہ
کو پسند کیا ہے اس تحقیق کے بموجب ہر کلام لفظی حادث نہوگا بلکہ صرف مخلوقات کا
کلام لفظی حادث ہوگا اور وہ بحث سے خارج ہے لہذا یہ مقدمہ بھی صحیح نہین ہے اور
جس دلیل سے حدوث ثابت کیا جاتا ہے اُسکا شافی جواب اوس رسالہ مین مذکور ہے
جسکا خلاصہ سید سند شرح مواقف مین اسطرح لکھتے ہین واعلم ان المصنف مقالۃ
مفردۃ فی تحقیق کلام اللہ تعالی علی وفق ما اشار الیہ فی خطبۃ الکتاب ومحصولہا
ان لفظ المعنی یطلق تارۃ علی مدلول اللفظ واخری علی الامر القائم بالغیر فالشیخ الاشعری
لما قال الکلام ہو المعنی النفسی فہم الاصحاب منہ ان مرادہ مدلول اللفظ وحدہ وہو
القدیم عندہ واما العبارات فانما تسمی کلاما مجازا لدلالتہا علی ما ہو کلام حقیقی حتی
صرحوا بان الالفاظ حادثۃ علی مذہبہ ایضا لکنہا لیست کلامہ حقیقۃ وہذا الذی
فہموہ من کلام الشیخ لہ لوازم کثیرۃ فاسدۃ کعدم اکفار من انکر کلامیۃ ما بین دفتی
المصحف مع انہ علم من الدین ضرورۃ کونہ کلام اللہ تعالی حقیقۃ وکعدم المعارضۃ
والتحدی بکلام اللہ الحقیقی وکعدم کون المقرؤ والمحفوظ کلامہ حقیقۃ الی غیر
ذلک مما لا یخفی علی المتفطن فی الاحکام الدینیۃ فوجب حمل کلام الشیخ علی
انہ اراد بہ المعنی الثانی فیکون الکلام النفسی عندہ امرا شاملا للفظ والمعنی جمیعا

قائماً بذات الله تعالى وهو مکتوب فی المصاحف مقروء بالالسن محفوظ فی الصدور
وهو غیر الکتابة والقراءة والحفظ الحادثة ومایقال من ان الحروف والالفاظ مترتبة
متعاقبة فجوابه ان ذلک الترتب انما هو فی التلفظ بسبب عدم مساعدة الآلة
فالتلفظ حادث والادلة الدالة علی الحدوث یجب حملها علی حدوثه دون حدوث
الملفوظ جمعاً بین الادلة وهذا الذی ذکرناه وان کان مخالفاً لما علیه متاخرو اصحابنا
الا انه بعد التامل تعرف حقیته تم کلامه وهذا المحمل لکلام الشیخ مما اختاره الشیخ
محمد الشهرستانی فی کتابه المسمی بنهایة الاقدام ولا شبهة فی انه اقرب الی الاحکام الظاهرة
المنسوبة الی قواعد الملة انتہی اور اسیکا ملخص علامہ تفتازانی نے شرح عقاید نسفی میں اس طرح
کیا ہے وذهب بعض المحققین الی ان المعنی فی قول مشائخنا کلام الله تعالی معنی
قدیم لیس فی مقابلة اللفظ حتی یراد به مدلول اللفظ ومفهومه بل فی مقابلة العین
والمراد به مالا یقوم بذاته کسائر الصفات ومرادهم ان القران اسم للفظ والمعنی شامل
لهما وهو قدیم لا کما زعمته الحنابلة من قدم نظم المؤلف المرتب الاجزاء فانه
بدیهی الاستحالة للقطع بانه لا یمکن التلفظ بالسین من بسم الله الا بعد التلفظ
بالباء بل المعنی ان اللفظ القایم بالنفس لیس مرتب الاجزاء فی نفسه کالقائم بنفس الحافظ
من غیر ترتب الاجزاء وتقدم البعض علی البعض والترتب انما یحصل فی التلفظ والقراءة
لعدم مساعدة الآلة وهذا معنی قولهم المقروء قدیم والقراءة حادثة اما القایم بذات
الله تعالی فلا ترتب فیه حتی ان من سمع کلام الله سمعه غیر مرتب الاجزاء لعدم

احتیاجہ الی الآلۃ وھذا حاصل کلامہ چوتھا مقدمہ اعنی جو ممکن وہ داخل
تحت قدرت ہے، اقول متکلمین کے مذہب کی رو سے یہ مقدمہ صحیح نہین ہے اسلیئے کہ منجملہ
ممکنات کے صفات باری تعالی بھی ہین چنانچہ شرح عقاید مین منصوص ہے ویکون ھذا
مراد من قال الواجب الوجود لذاتہ ھو اللہ تعالی وصفاتہ بمعنی انھا واجبۃ لذات
الواجب تعالی وتقدس واما فی نفسھا فھی ممکنۃ ولا استحالۃ فی قدم الممکن اذا کان
قائما بذات القدیم واجبا لہ غیر منفصل عنہ الخ اور صفات باریتعالی مقدور باریتعالی
نہین ہین ورنہ حدوث اونکا لازم آئیگا اور یہ امر باوجود بداہۃ باطل ہونیکے منصوص بھی
ہے چنانچہ ماہر پر مخفی نہین ہے جب مقدمات دلیل کا حال معلوم ہوا تو نتیجہ کا حال بھی
ظاہر ہوگیا الشجرۃ تنبئ عن الثمرۃ مثل مشہور ہے۔ امر دوم کا اثبات یعنی اگر جمیع مقدمات
تسلیم بھی کرلیے جائین تو بھی مستدل کی غرض حاصل نہین ہوتی اسلیئے کہ مقصود اونکا
یہ تھا کہ کذب باریتعالی ممکن ہے اور نتیجہ یہ نکلا کہ کلام لفظی مقدور ومخلوق ہے اس سے یہ ثابت
ہوگا کہ خود کلام لفظی ممکن ہے اور اوپر مبرہن ہوچکا ہے کہ امکان شئی کو امکان صفت
شے لازم نہین ہے بلکہ ممکن ہے کہ شئے بنفسہ ممکن ہو اور اوسکی صفت ممتنع ہو جیسا کہ
انقصیت کل کی اور اعظمیت جزکی ممتنع ہے اور خود کل وجز ممکن ہے امر سوم کا ثبوت
یعنی اگر کلام لفظی مین کذب کا امکان تسلیم کیا جائے تو کلام نفسی مین بھی کذب کا ماننا
پڑیگا اسواسطے کہ امکان کذب کلام لفظی مستلزم ہے امکان کذب کلام نفسی کو اسلیئے
کہ الفاظ بالذات صادق وکاذب نہین ہوتے بلکہ بدولت اپنے مدلولات کے ہوتے

ہین چنانکہ معانی صدق وکذب کے اسپر شاہد صادق ہین پس اگر کذب کلام لفظی بدون
کذب کلام نفسی پایا جاوے تو تحقق ما بالعرض کا بدون ما بالذات کے لازم آئیگا وھو
باطل وھذا خلف وسیجی تفصیلہ اگر یہ خلجان قلب مین خطور کرے کہ ہم تسلیم کرتے (۶۰)
ہین کہ کلام نفسی کہ صفت باریتعالی ہے بلا ریب وشک شائبہ کذب وامکان عدم مطابقت
سے مبرا ومنزہ ہے اور براہین مذکورہ بالا بیشک اوسمین جاری ہین مگر کلام لفظی کہ حادث
ومخلوق ہے اور قایم بذات باریتعالی نہین ہے وہ امکان کذب سے معری نہین ہے
چنانچہ صاحب مواقف وسید سند بعد ہر دو دلیل امتناع کذب باریتعالی کے نقض کرتے
ہین کہ اسنے امتناع کذب باریتعالی کلام نفسی مین ثابت ہوتا ہے نہ کلام لفظی مین و
عبارتہ ہکذا واما امتناع الکذب علیہ عندنا فلثلثۃ اوجہ الاول انہ نقص والنقص
علی اللہ تعالی محال اجماعا وایضا فیلزم علی تقدیر ان یقع الکذب فی کلامہ ان
نکون نحن اکمل منہ فی بعض الاوقات اعنی وقت صدقنا فی کلامنا وھذا الوجہ انما
یدل علی ان الکلام النفسی الذی ھو صفۃ قائمۃ بذاتہ تعالی یکون صادقا و
الا لزم النقصان فی صفتہ تعالی مع کمال صفتنا ولا یدل علی صدقہ فی الحروف
والکلمات التی یخلقہا فی جسم دالۃ علی معان مقصودۃ ولما کان لقائل ان یقول
خلق الکاذب ایضا نقص فی فعلہ فیعود المحذور بعینہ اشار الی دفعہ بقولہ ※

واعلم انہ لم یظہر لی فرق بین النقص فی الفعل وبین القبح العقلی فیہ فان النقص
فی الافعال ھو القبح العقلی بعینہ فیہا وانما تختلف العبارۃ دون المعنی فاصحابنا المنکرون

للتغير العقلي كيف يتمسكون في دفع الكذب عن الكلام اللفظي بلزوم النقص في افعاله تعالى الثاني انه لو اتصف بالكذب لكان كذبه قديما اذ لا يقوم الحادث بذاته تعالى فيلزم ان يمتنع عليه الصدق المقابل لذلك الكذب والا جاز زوال ذلك الكذب هو باطل فان ما ثبت قدمه امتنع عدمه واللازم وهو امتناع الصدق عليه باطل فانا نعلم بالضرورة ان من علم شيئا امكن له ان يخبر عنه على ما هو عليه وهذا الوجه الثاني ايضا انما يدل على كون الكلام النفسي صدقا لانه القديم واما هذه العبارات الدالة على الكلام النفسي فلا دلالة على صدقها لانها حادثة فيجوز زوالها بحدوث الصدق الذي يقابلها مع ان الاهم عندنا هو بيان صدقها جواب اسکا بچند وجوه

جواب اول دیا جاتا ہے اول یہ کہ مناط اس تفرقہ کا یہ ہے کہ کلام لفظی باری تعالی سے قایم نہو اور بموجب تحقیق عضد الملۃ والدین و اختیار سید سند یہ امر صحیح نہین بلکہ کلام لفظی بھی اوسکی ذات پاک سے قایم ہے چنانکہ اوپر گذرا پس مناط جریان براہین ہر دو کلام نفسی و لفظی مین موجود ہے لہذا منوط یعنی امتناع کذب باریتعالی بھی موجود ہوگا اور سید سند کا صاحب مواقف کے رسالہ مستقلہ کو اسکے بعد نقل کرنا شیر اسی اعتراض کے دفع کی طرف معلوم ہوتا ہے چنانکہ عادت مولفین ہے کہ امر محقق کو بعد بیان کرتے ہین ورنہ یہان کیا موقع بیان کا تھا یہان تو تحقیق امتناع کذب باریتعالی ہے نہ تحقیق کلام نفسی و لفظی بلکہ تحقیق کلام نفسی و لفظی اول گذر چکی اگر محض تحقیق کلام نفسی و لفظی منظور و مد نظر ہوتی تو اسکو اول تفریع امتناع کذب باریتعالی کے بعد فراغ کلام نفسی و لفظی کے

بیان کرنا پس اثبات ادلہ امتناع کذب باریتعالی مین جو اعتراض کیا گیا وہ جمہور متاخرین پر ہے اور اپنی تحقیق سے مشائخ ما سلف سے اعتراض دفع کردیا اور دوسرے یہ کہ مذہب شئی دیگر ہے اور دلیل سے اوسکا ثابت ہونا امر دیگر۔ اگر ایک مدعا کسی خاص دلیل سے ثابت نہو تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ واقع مین وہ ثابت نہین یا مستدل کا وہ مذہب نہین البتہ ورود اعتراض کیوجہ سے دلیل قاصر سمجھی جائیگی اس مقام پر سید صاحب کی غرض یہی ہے کہ دو دلیلین امتناع کذب کی جو یہان بیان کیگئی ہین وہ ثبوت مدعا سے قاصر ہین یعنی مدعا تو یہ تھا کہ کلام نفسی اور کلام لفظی دونون مین کذب ممتنع ہے اور ان دونون دلیلون سے صرف کلام نفسی مین امتناع کذب ثابت ہوا اسیواسطے سید سندنے بعد اعتراض مصرح کردیا ہے کہ مقصود اہم بیان صدق کلام لفظی ہے پس معلوم ہوا کہ دعوی امتناع کذب کلام باریتعالی مین اہم مہم امتناع کذب کلام لفظی ہے اور کیونکر نہو امتناع کذب باریتعالی کو اتفاقی قرار دیا ہے باوجودیکہ معتزلہ منکر کلام نفسی کے ہین پس اگر کلام لفظی مدنظر نہ رکھاجاے تو اتفاق کیونکر متصور ہوگا۔ تیسرے یہ کہ منجملہ دلائل شتی کے اگر صاحب مواقف کی دو دلیلین قاصر ہوئین تو مدعا مین خلل نہین آسکتا تیسری دلیل سے اونکا مدعا کامل طور سے ثابت ہے اسیواسطے خود صاحب مواقف دلیل ثالث کے حق مین فرماتے ہین وعلیہ الاعتماد اور سید سند اسکی وجہ تحریر کرتے ہین لصحتہ ودلالتہ علی الصدق فی الکلام النفسی واللفظی معا اس سے معلوم ہوا کہ سنت والجماعت کا مذہب تو یہی ہے کہ باریتعالی کے کلام نفسی ولفظی دونون مین کذب ممتنع ہے اور صدق

جواب دوم

جواب سوم

ضروری ہے مگر دلیلین ایسی بیان کی ہین کہ بعض مثبت کل مدعا ہین اور بعض جزو مدعا ولاحرج فیہ بعد وضوح المقصود اور چوتھے یہ کہ میرا استناد محض اقوال صاحب مواقف نہین ہے تاکہ قصور او نکا میرے دعوی مین فتور لاوے بلکہ مستشہدات میرے اقوال مفسرین بھی تھے جنکا موضوع و مبحوث عنہ بجز کلام لفظی کے دوسرا امر نہین ہے کما لایخفی علی الماہرین وعلی ہذا القیاس اقوال علمای اصول کہ او نکو بھی بجز کلام لفظی کے کلام نفسی سے سروکار نہین ہے، اور پانچوین یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ کلام لفظی و کلام نفسی مین نسبت دال و مدلول کی ہے لہذا یہ نہین ہو سکتا کہ ایک صادق ہو اور دوسرا کاذب کلام لفظی یعنی دال کو صادق یا کاذب کہنے کے یہی معنی ہین کہ اوسکا مدلول یعنی کلام نفسی مطابق واقع کے ہے یا نہین ہے اگر مطابق واقع کے ہے تو صادق ہے ورنہ کاذب کیا فقط الفاظ کو جو صوت محض ہین مطابق اعیان خارجیہ کے کہہ سکتے ہین ہرگز نہین بلکہ مطابق اور غیر مطابق حقیقۃ و بالذات مدلولات ہونگی اور بالعرض او نکے الفاظ پس جب یہ امر ثابت ہو گیا تو ظاہر ہو گیا کہ جن دلیلون سے کلام نفسی مین کذب کا ممتنع ہونا ثابت ہو گا اونسے کلام لفظی مین بھی ہو گا بھلا کون عاقل کہہ سکتا ہے کہ لفظ اللہ موجود تو کاذب ہے اور مدلول اسکا صادق اب مین وہ عبارات نقل کرتا ہون جس سے واضح ہو کہ یہ کلمات الہی تعبیر اُن کلمات ازلیہ سے ہین یعنی کلمات دال ہین اور معنی قایم بذاتہ تعالی مدلول والکلام ہو صفۃ ازلیۃ عبر عنہا بالنظم المسمی بالقرآن المرکب من الحروف (شرح عقاید نسفی) وتحقیقہ ان للشئ وجودا فی الاعیان و وجودا فی

الاذهان ووجوداً في العبارة ووجوداً في الكتابة فالكتابة تدل على العبارة والعبارة تدل على ما في الاذهان وهو ما في الاعيان آه (شرح عقاید نسفی) وہمچنین یک کلام بسیط ست کہ از ازل تا ابد بہمان کلام گویا است اگر امر است از ہمان جا ناشی ست واگر نہی ست ہم از انجا اگر اعلام ست ہم از انجا ماخوذ واگر استعلام ست ہم از انجا اگر تمنی ست ہم از انجا مستفاد ست اگر ترجی ست ہم از انجا جمیع کتب منزلہ وصحف مرسلہ ورقیست از ان کلام بسیط اگر توریت ست از انجا انتساخ یافتہ ست اگر انجیل ست ہم از انجا صورت لفظی گرفتہ ست اگر زبور ست ہم از انجا مسطور گشتہ اگر قران ست ہم از انجا منزل فرمودہ ۵ واللہ کلام حق کہ علی الحق یکیست * پس وپیش در نزول مختلف آنہا آمدہ * (مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی) اب نظار با انصاف اُس عقیدہ کو ملاحظہ کریں جو اخبار مذکور میں مطبوع ہے وہو ہذا باری عز اسمہ کا متصف بکذب ہونا ممتنع بالذات ہے اور کلام لفظی کا متصف بکذب ہونا ممکن بالذات ممتنع بالغیر اور کلام نفسی کا اتصاف بکذب ممتنع بالذات ہے انتہی اس عقیدے کا لچر اور غلط ہونا میری تقریر سابق سے اظہر من الشمس ہے کیونکہ اول تو مناط اس عقیدے کا تفرقہ ہے درمیان کلام نفسی و کلام لفظی کے وقد علمت بطلانہ دوسرے یہ کہ ممکن بالذات اگرچہ ممتنع بالغیر و واجب بالغیر ہوسکتا ہے مگر ممتنع بالذات اور واجب بالذات ہرگز ہرگز ممکن بالغیر نہیں ہوسکتا ہے اسلیے کہ ممکن بالغیر کوئی چیز ہی نہیں ہے اسیواسطے قید بالذات کو ممکن کے ساتھ محض واسطے تقابل وغیرہ کے بیان کرتے ہیں ورنہ قید

۵ بلا تغیر زمانا تمام الکلام ...

احترازی سے احتراز بخلاف واجب بالذات و ممتنع بالذات کے کہ اسمین قید احترازی
ہے چنانکہ واقف پر مخفی نہین ہے اور شرح مواقف وغیرہ مین منصوص بھی ہے پس جب
کلام لفظی اور نفسی مین ایسا علاقہ ثابت ہو چکا ہے کہ ایک کا صدق اور کذب دوسرے
کے صدق اور کذب کو مستلزم ہے اور کلام کا صدق و کذب متکلم کے صدق و کذب
کو تو ثابت ہوا کہ بر تقدیر امکان کذب کلام لفظی کے یہ نہین ہو سکتا ہے کہ کلام
نفسی یا ذات واجب تعالی مین کذب ممتنع بالذات ہو ورنہ اجتماع ممتنع بالذات اور
ممکن بالذات کا لازم آئیگا ہذا خلف **تنبیہ** جو صاحب باریتعالی کے کلام لفظی
مین امکان کذب کے قائل ہوتے ہین غالبًا اونھین اس خیال نے یہ جرأت دلائی ہے
کہ کلام لفظی اُس ذات مقدس سے قایم نہین ہے اسوجہ سے اوسکا کذب واجب
تعالی کی ذات کیطرف رجوع نہین کرسکتا مگر یہ خیال محض خام ہے کیونکہ اولاً تو اسکی بنیاد
خلاف تحقیق پر ہے صاحب مواقف نے یہ امر محقق کر دیا ہے کہ کلام لفظی اور کلام نفسی
دونون واجب تعالی کی ذات سے قایم ہین کما مر ثانیاً یہ امر بھی ثابت ہو گیا کہ اتصاف
صدق و کذب کا مدار معانی اور مدلولات الفاظ ہین اور الفاظ کا اس وصف سے متصف
ہونا معانی کی بدولت ہے لہذا الفاظ کا اوسکی ذات سے قایم ہونا اور نہ قایم ہونا
ایکسان ہے جب الفاظ کو متصف بکذب مانا جائیگا تو بالضرور اُنکے معانی یعنی کلام
نفسی کو اور اس ذات پاک کو جس سے وہ کلام نفسی قایم ہے متصف ماننا پڑیگا وہذا خلف
خیال کرنا چاہیے کہ نقوش الفاظ بالاتفاق کاتب اور متکلم سے قایم نہین ہین مگر جو

شخص جھوٹی دستاویز بناوے وہ بلاشبہ جھوٹا اور جعلساز ٹھہریگا اگرچہ اس مضمون کا اُسنے تکلم بھی نکیا ہو اور اُس دستاویز کو جعلی کہینگے پھر اسکی کیا وجہ ہے کہ اس جھوٹی دستاویز کی وجہ سے اوسکا بنانے والا جھوٹا اور جعلساز ٹھہرا حالانکہ اُسنے صرف نقوش ہی بنائے ہین جو کسیطرح اوسکی ذات سے قایم نہین ہین اسکی وجہ یہی ہے کہ ان نقوش وغیرہا کو جو متصف بکذب کیا ہے تو اس مضمون کی وجہ سے کیا ہے جو اُس بنانے والیکی ذات سے قایم ہے یہی حال الفاظ کا سمجھنا چاہیے ثالثاً یہ کہ جب کلام لفظی کا کذب اس ذات مقدس کیطرف متوجہ نہوا تو صدق بھی نہوگا کیونکہ علت مشترک ہے اور جب صدق بھی اوسطرف رجوع نہوا تو آیات مسطور الذیل کے کیا معنے ہونگے (۱) وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ قِيلًا (۲) وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيثًا (۳) وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيلًا (۴) وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ان آیتون مین قول وحدیث سے کلام لفظی مقصود ہے چنانچہ مفسرین نے اسکی تصریح کی ہے تفسیر کبیر وغیرہ ملاحظہ ہو۔ اور اس تقدیر پر یہ بھی لازم آیگا کہ کلام لفظی حقیقۃً کلام الٰہی نہو اور اُسکا منکر کلام الٰہی کا منکر نہ قرار دیا جاے غرض کہ اسکے سبب سے مفاسد عدیدہ لازم آتے ہین کما لا یخفے علی الفطن اللبیب اسقدر بیان کے بعد چند شبہات اور بھی محظور و مسموع ہوے اُونکا دفع کرنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے تاکہ مدعیان کذب کو حوصلہ باقی نرہے (شبہ ۱) مخبر صادق نے خبر دی ہی حتیٰ اذا استیأس الرسل وظنوا انہم قد کذبوا جاءہم نصرنا الآیۃ اس آیت سے معلوم ہوا کہ انبیا علیہم السلام کو باریتعالی کیطرف کذب کا ظن ہوا اگر کذب باری ممکن نہوتا تو انبیا

کرام جو علم الٰہی مین اعلم الناس ہین کیون ایسا ظن کرتے جواب اول تو اس آیت
مین اسکی تصریح نہین کہ ظن کرنے والے انبیا تھے بلکہ ہم کہتے ہین کہ ظن کرنے والے
وہ لوگ تھے جنکی طرف وہ انبیا بھیجے گئے تھے اور اونھون نے بھی خدا کی طرف
کذب کا گمان نہین کیا بلکہ رسولون کی طرف کیا معالم التنزیل مین ہے معناہ
حتی اذا استیأس الرسل من ایمان قومھم وظنوا ای ظن قومھم ان الرسل قد کذبھم
فی وعید العقاب انتہی اور اگر انبیا علیہم السلام ہی کو ظان قرار دین تو آیت کے یہ معنی ہین
کہ اونھین اپنی امید ورجا وغیرہ کیطرف کذب کا گمان ہوا نہ خدا کی طرف جیسا کہ تفسیر
ابو سعود مین ہے کذبتھم انفسھم حین حدثتھم بانھم ینصرون علیھم وکذبھم رجاءھم فانہ
یوصف بالصدق والکذب انتہی جو معنی یہان بیان کیے گئے اون سے ظاہر ہے کہ آیت مذکورہ
سے اسبات کا وہم بھی نہین پیدا ہوتا کہ انبیا نے کذب باری کا گمان کیا اور بھلا انبیا
سے ایسا گمان کیونکر ہو سکتا ہے اونسے تو یہ خیال محال ہے ایسا گمان تو کسی ایماندار
سے بھی نہین ہو سکتا اور اگر کرے تو ایماندار نہین رہ سکتا چنانچہ امام فخر الدین رازی
حضرت ابن عباس رض کی روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہین الا انہ بعید لان المؤمن
لا یجوز ان یظن باللہ الکذب بل خرج بذلک عن الایمان فکیف یجوز مثلہ علی الرسل
علیھم الصلوٰۃ انتہی اور ایسا ہی تفسیر ابو سعود مین ہے مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت
صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کے روبرو جب قصہ ظن مرسلین پیش کیا گیا تو فرمایا
کہ معاذ اللہ واللہ ما وعد اللہ رسولہ من شئی الا علم انہ کائن قبل ان یموت انتہی اسی روایت

سے اکثر استدلالات امکان کذب کا رد نکل سکتا ہے کما لا یخفی علی الفطین **تبصرة**

ولیعلم انه قد القی الی الکتاب لاستفسار امکان کذب رب الارباب وکان فیه باللسان

الهندی الخطاب فحررت علی لمیقة الجواب وبعد ختمه بالصواب قد ارسل الی بعض الاحباب

برسالة مرقومة فیها بعض الشکوك والاضطراب فقصدت تتمیم الکلام وتوضیح المرام

بحیث ینقطع عروق الشبهات والاوهام وتتبدی وجیه خرائد مقصورات الخیام

لکن لا بحیث یکون فتنة للعوام وبلیة لجمهور الانام ومضحکة لاعداء الاسلام

ومطعنا للذابل ملام اللئام فاوردت الحجج المستخرجة من فحواء احسن الکلام وابلغ النظام

والدلائل المستنبطة من احادیث خیر الانام وسید الکرام علیه الصلوة والسلام

ما تعاقب اللیالی والایام بلسان سکان دار السلام وبالمحاورة المرضیة لافضل العظام

علیه الصلوة والسلام علی التوالی والدوام فاحسنوا التعمق بها الاخوان الکرام لکیلا

تستنو اسنة الد الخصام فی طعان سنان اللسان علی تغیر العنوان وضرائب سیوف الشتام

علی تبدیل سیاق الکلام وما فعلت هذا الا لوقایة کلام الرب عن الشتم والسب

وتصیانة احادیث خیر الاخیار عن نظر الاغیار الکفار **الشبهة الثانیة**

فان قلت لو لم یمکن الکذب فی اخبار الله تعالی وقد اخبر الله الکریم تشریف نبیه

الکریم صلی الله علیه وسلم فی کتابه الکریم (لیغفر لك الله ما تقدم من ذنبك

وما تاخر) لما امر نبیه صلی الله علیه وسلم بهذا القول (قل ما کنت بدعا من الرسل

وما ادری ما یفعل بی ولا بکم) الا انه صلی الله علیه وسلم لما کان مغفورا له جمیع

ذنوبه لو كان بحسب الاخبار و الكذب فى اخباره تعالى محال بزعمكم فما معنى عدم
درايته صلى الله عليه وسلم بالفعل به صلى الله عليه وسلم قلت جوابه بوجوه
اما اولا فهذا لا يفيد الخصم فانه قائل بالامتناع بالغير والممتنع بالذات والممتنع
بالغير سواء فى عدم التحقق فما هو جوابه فهو جوابنا واما ثانيا فهذا محمول على احوال الدنيا
اى لا ادرى ما يصير اليه امرى وامركم ومن الغالب ومن المغلوب او لا ادرى ما تؤمرون
به ولا ما اومر به فى باب التكاليف والشرائع او لا ادرى ما يفعل بى فى الدنيا اموت ام اقتل
كما قتل الانبياء قبلى عليهم الصلوة والتسليم وهو لا ينافى المغفورية واستحالة
خلف الوعد كما لا يخفى واما ثالثا فهو محمول على احوال الآخرة تفصيلا اى ما ادرى ما
يفعل بى ولا بكم فى الاخرة تفصيلا فانه شان خالق القوى والقدر وهذا لا ينافى العلم
الاجمالى بالمغفرة القطعية فلا ينافى استحالة الكذب عليه تعالى فى اخباره ووعده
ووعيده واما رابعا فكان هذا الامر قبل نزول انا فتحنا لك فتحا الآية المشتملة على تكريم
النبى عليه وعلى اله الصلوة والتسليم بالمغفرة المطلقة فلا خلف ايضا وهذا مع كونه
ظاهرا لان قوله تعالى وما ادرى ما يفعل بى الآية فى سورة الاحقاف وهى مكية وبشارة
المغفرة المطلقة فى سورة الفتح وهى مدنية فلا خفاء فى تقدم عدم الدراية بما يفعل به
وغيره عليه الصلوة والسلام على علم المغفرة المطلقة منصوص عن حبر الامة عبد الله
ابن عباس رضى الله عنه هذا والامام فخر الدين الرازى استبعد القول بكون النبى
صلى الله عليه وسلم شاكا فى مغفوريته ورده بوجوه ثلثة ان شئت فارجع الى

تفسیرہ هذا ملخص التفاسیر من البیضاوی وابی السعود والکبیر وغیرها

الشبهة الثالثة فان توهم انه لوکان الکذب علیه تعالی محالا فما معنی لقوله تعالی (لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ) مع ان ان تدخل علی امر علی خطر الوجود فاذا کان شرک الانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام علی خطر الوجود کان حبط عملهم المبنی علیه ایضا علی خطر الوجود فما معنی المغفوریة المطلقة القطعیة لنبینا علیه الصلوٰة والسلام وان هذا الامکان الکذب وهذا خلف **قلت** جوابه بوجوه عدیدة اما اولا فلا منافاة بین القضیة الحملیة الضروریة ای نبینا صلی الله علیه وسلم مغفور مطلقا قطعا وبین الشرطیة ای ان اشرک حبط عمله لان الشرطیة لا تقتضی وجود المقدم ولا وجود التالی بل یجوز ان یکون کلاهما ممتنعین کما یظهر من التامل فی هذین القولین النبی لا عابد لولد الله و (قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعَابِدِيْنَ) وکما لا منافاة بین قولنا لا شئ من الخمسة بمنقسمة بمتساویین وبین قولنا لو کانت الخمسة زوجا کانت منقسمة بمتساویین فاذا لم یکن بین الحملیة والشرطیة تناف فلا توهم لامکان الکذب

قال امام المفسرین فخر الدین الرازی **السؤال الثالث** کیف صح هذا الکلام مع علم الله تعالی ان رسله لا یشرکون ولا تحبط اعمالهم **والجواب** ان قوله لئن اشرکت لیحبطن عملك قضیة شرطیة والشرطیة لا یلزم من صدقها صدق جزئیها الا تری ان قولك لو کانت الخمسة زوجا لکانت منقسمة بمتساویین قضیة صادقة مع ان کل واحد من طرفیها غیر صادق قال الله تعالی (لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا) ولم یلزم من

هذا صدق القول بان فيهما الهة وبانهما قد فسدتا انتهى وقال ابو السعود لئن اشركت
الآية كلام وارد على طريقة الفرض لتهييج الرسل واقناط الكفرة والايذان بغاية شناعة
الاشراك وقبحه وكونه بحيث ينهى عنه من لا يكاد يمكن ان يباشره فكيف بمن عداه
انتهى وقس على هذا قوله تعالى ولو تقول علينا بعض الاقاويل لاخذنا منه باليمين آه
وقوله تعالى واذا لاذقناك ضعف الحياة وضعف الممات آه واما ثانيا فلا نسلم ان
كلمة إن لا تستعمل الا في امر متردد الوجود وان كان اصله هذا كما نص عليه العلامة
التفتازاني في المطول وغيره في غيره الا ترى الى قوله تعالى (قل ان كان للرحمن ولد فانا
اول العابدين) فهل ترى امكان الولد لله تعالى مع دخول كلمة ان عليه وهكذا ههنا
قال العلامة ابو السعود فان مضمون الشرطية انما هو تعليق شئ بشئ من غير تعرض
لامكان شئ منهما كيف لا وقد يكون كلاهما ممتنعا كقوله عز وجل (قل ان كان للرحمن
ولد فانا اول العابدين) وقوله تعالى (لئن اشركت ليحبطن عملك) ونظائرهما انتهى-
واما ثالثا فالخطاب وان كان في الظاهر للنبي عليه السلام لكن المراد غيره فلا مجال لتوهم
امكان الكذب قال الامام الهمام في تفسيره ان الخطاب مع النبي عليه الصلوة والسلام
في الظاهر والمراد غيره كقوله تعالى (يا ايها النبي اتق الله ولا تطع الكافرين والمنافقين)
وكقوله تعالى (لئن اشركت ليحبطن عملك) ومن الامثلة المشهورة اياك اعني
واسمعي يا جارة آه وقال القاضي ابو الفضل عياض في الشفاء وقوله تعالى (لئن اشركت
ليحبطن عملك) وما اشبهه فالمراد غيره وان هذا حال من اشرك والنبي عليه الصلوة

والسلام لا يجوز عليه هذا **الشبهة الرابعة** فان اختلج فى قلبك انه
لو كان كذب البارى محالا فما معنى هذه الآية (فان كنت فى شك مما انزلنا) الآية
لان خبر الله تعالى لما كان حقا لا يحتمل ان يتطرق الكذب عليه فكيف يتصور من النبى
عليه الصلوة والسلام الشك والارتياب فليس هو الا بناء على امكان الكذب فاذحه
بما مر من ان الشرطية لا تقتضى امكان وجود المقدم او التالى او المراد عنه غير النبى عليه
الصلوة والسلام تعريضا ولذا قال الامام الهمام فى تفسيره والذى يدل على صحة ما
ذكرنا وجوه الاول قوله تعالى فى اخر السورة (يا ايها الناس ان كنتم فى شك من دينى
بين ان المذكور فى اول الآية على سبيل الرمز هم المذكورون فى هذه الآية على سبيل التصريح
الثانى ان الرسول لو كان شاكا فى نبوة نفسه لكان شك غيره فى نبوته اولى وهذا يوجب
سقوط الشريعة بالكلية والثالث ان بتقدير ان يكون شاكا فى نبوة نفسه فكيف
يزول الشك باخبار اهل الكتاب عن نبوته مع انهم فى الاكثر كفار وان حصل فيهم من كان
مومنا الا ان قوله ليس بحجة لا سيما وقد تقرر ان ما فى ايديهم من التورية والانجيل
فالكل مصحف فثبت ان الحق هو ان هذا الخطاب وان كان فى الظاهر مع الرسول
صلى الله عليه وسلم الا ان المراد هو الامة ثم قال واقول تمام التقرير فى هذا الباب
ان قوله فان كنت فى شك فافعل كذا وكذا قضية شرطية والقضية الشرطية
لا اشعار فيها البتة بان الشرط وقع او لم يقع ولا بان الجزاء وقع او لم يقع آه وقال القاضى
عياض فى شفاه اعلم وفقنا الله واياك توفيقه ان ما تعلق منه بطريق التوحيد والعلم

بالله تعالى وصفاته والايمان به وبما اوحى الله اليه فعلى غاية المعرفة ووضوح العلم والیقین والانتفاء عن الجهل لشئ من ذلك او الشك والريب فيه والعصمة من كل ما يضاد المعرفة بذلك اليقين هذا ما وقع اجماع المسلمين عليه ولا يصح بالبراهين الواضحة ان يكون فى عقود الانبياء سواه انتهى

الشبهة الخامسة

فان قلت قال الله تعالى (انك لا تخلف الميعاد) (ان الله لا يخلف الميعاد) (ومن اوفى بعهده من الله) انا لننصر رسلنا الآية وقد قلت ان الخلف فى الميعاد مستحيل فما معنى لقوله تعالى (حتى يقول الرسول والذين امنوا معه متى نصر الله الا ان نصر الله قريب) فانه لو لم يمكن الخلف فى الميعاد لما كان لاستبعاد النصر معنى قلت قد كفى عنا المؤنة امام المفسرين فى تفسير هذه الآية جزاه الله عنا خير الجزاء (المسئلة الخامسة فى الآية اشكال وهو انه كيف يليق بالرسول القاطع بصحة وعد الله ووعيده ان يقول على سبيل الاستبعاد متى نصر الله والجواب عنه من وجوه احدها ان كونه رسولا لا يمنع من ان يتاذى من كيد الاعداء قال تعالى (ولقد نعلم انك يضيق صدرك بما يقولون) وقال تعالى (لعلك باخع نفسك ان لا يكونوا مؤمنين) وقال تعالى (حتى اذا استيأس الرسل وظنوا انهم قد كذبوا جاءهم نصرنا فنجى) وعلى هذا فاذا ضاق قلبه وقلت حيلته وكان قد سمع من الله تعالى انه ينصره الا انه ما عين له الوقت فى ذلك قال عند ضيق قلبه متى نصر الله حتى انه ان علم قرب الوقت زال همه وغمه وطاب قلبه والذى يدل على صحة ذلك انه قال فى الجواب الا ان نصر الله قريب فلما كان الجواب بذكر

الغرب دل على ان السؤال كان واقعا عن القرب ولو كان السؤال وقع عن انه هل توجد النصارى لما كان هذا الجواب مطابقا لذلك السؤال وهذا هو الجواب المعتمد)

الشبهة السادسة فان قلت قد جاء فى الحديث الصحيح المروى فى البخارى والمسلم وغيرهما عن عائشة رضى الله عنها زوج النبى صلى الله عليه وسلم انها قالت ما رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم مستجمعا ضاحكا حتى ارى منه لهواته انما كان يتبسم قالت وكان اذا راى غيما او ريحا عرف ذلك فى وجهه فقالت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم ارى الناس اذا راوا الغيم فرحوا رجاء ان يكون فيه المطر واراك اذا رأيته عرفت فى وجهك الكراهية قالت فقال يا عائشة رضى الله عنها ما يؤمننى ان يكون فيه عذاب قد عذب قوم بالريح وقد راى قوم العذاب فقالوا هذا عارض ممطرنا وقد كان مغفورا مطلقا فلو لم يكن الخلف فى الوعد لما كان هذا الخوف والاقبال والادبار كما جاء فى حديث آخر لمسلم وغيره قلت اولا ما كان هذا الخوف لاجل نفسه الشريفة صلى الله عليه وسلم حتى يحصل التوهم المذكور بل لاجل الامة كما نص فى العينى والقسطلانى وقال النووى كان خوفه صلى الله عليه وسلم ان يعاقبوا بعصيان العصاة وسروره لزوال سبب الخوف انتهى وقد جاء النص بهذا فى حديث رواه مسلم فى صحيحه كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كان يوم الريح والغيم عرف ذلك فى وجهه واقبل وادبر فاذا مطرت سربه وذهب عنه ذلك قالت عائشة فسألته فقال انى خشيت ان يكون عذابا سلط على امتى ويقول اذا راى المطر رحمة انتهى وثانيا يحتمل

ان يكون هذا قبل البشارة فانه ما حصل الا في اخر عمره كما لا يخفى على الماهر وهذا ليس
ببعيد وبدع فالظاهر جابوا احتمل هذا في امثال هذا كما سيجيء من النووي في الحديث
الآتية وايضا قالوا في قول النبي صلى الله عليه وسلم ولا ينبغي لاحد ان يقول انا خير من
يونس بن متى مع انه افضل الرسل اجماعا وقطعا انه قبل علمه صلى الله عليه وسلم
بافضليته المطلقة كما نص عليه شراح البخاري والنووي والقاضي عياض وغيرهم
وثالثا المغفورية المطلقة لا تنافي الابتلاء بمصائب الدنيا وعذابها وشدائدها بل
اشد البلاء الانبياء ثم الامثل فالامثل كما هو المقرر المنصوص في الصحاح فاذا ثبت
هذا فلا اشكال لامكان خلف الميعاد وبهذا يندفع ما يتوهم انه لو لم يمكن الخلف في الوعد
لما كان لقوله تعالى (قل ارايتم ان اهلكني الله ومن معي او رحمنا الاية) معنى وجه الدفع
بانه ليس المراد من الاهلاك ههنا الا الاماتة في الحال كما نص عليه ارباب التفاسير
وانت تعلم ان المغفورية المطلقة لا تنافي الاماتة الدنيوية لقوله تعالى (كل نفس ذائقة
الموت) وقوله (انك ميت وانهم ميتون) وايضا لا يفيد الخصم كما مر غير مرة —

الشبهة السابعة فان غلب عليك جنود الوهم بانه قد ورد
في الخبر قال خسفت الشمس في زمن النبي صلى الله عليه وسلم فقام فزعا يخشى ان تكون
الساعة حتى اتى المسجد الحديث رواه المسلم في صحيحه وقد اخبر النبي صلى الله عليه وسلم
بانه لا تقوم الساعة حتى تطلع الشمس من مغربها مما لم تتقدم اشراط الساعة غيرها
فلو لم يكن الخلف والكذب في الاخبار ممكنا لما حصل الفزع الذي فهم بها بعساكر

الفكر بان لعل هذا كان قبل اعلام النبي صلى الله عليه وسلم بهذه الامور او لعله
خشي ان يكون بعض مقدمات الساعة او بان ظن الراوي ليس بحجة فان كنت في
مرية من هذا فاستمع ما قال النووي وهو هذا قد يستشكل من حيث ان الساعة
لها مقدمات كثيرة لا بد من وقوعها ولم تكن وقعت كطلوع الشمس من مغربها و
خروج الدابة والنار والدجال وقتال الترك واشياء اخر لا بد من وقوعها قبل الساعة
كفتوح الشام والعراق ومصر وغيرها وانفاق كنوز كسرى في سبيل الله تعالى وقتال الخوارج
وغير ذلك من الامور المشهورة في الاحاديث الصحيحة ويجاب عنه باجوبة احدها
لعل هذا الكسوف كان قبل اعلام النبي صلى الله عليه وسلم بهذه الامور الثاني لعله
خشي ان تكون بعض مقدماتها الثالث ان الراوي ظن النبي صلى الله عليه وسلم يخشى
ان تكون الساعة وليس يلزم من ظنه ان يكون النبي صلى الله عليه وسلم خشي ذلك
حقيقة بل خرج النبي صلى الله عليه وسلم مستعجلا مهتما بالصلوة وغيرها من امر
الكسوف مبادرا الى ذلك وربما خاف ان يكون نوع عقوبة كما كان صلى الله عليه
وسلم عند هبوب الريح تعرف الكراهية في وجهه ويخاف ان يكون عذابا كما سبق
في اخر كتاب الاستسقاء فظن الراوي خلاف ذلك ولا اعتبار لظنه انتهى وايضا لا يفيد
الخصم كما مر تقريره وما قال بعض الكملاء في بيان امكان كذبه تعالى انه ممكن و ان لم
يقع لان الكذب وجود لا عدم واقتدار لا عجز وهو في حد ذاته من جهة الوجود والقدرة
حسن لا قبيح والقبح الذي عرض له فهو من جهة نهي الخالق والنهي انما يتصور بلحاظ العباد

هذا ادعى منقول من مكتوب كتب بعض الاحباب ١٢

المخلوقين لا بالنسبة الى الخالق المالك تعالى شانه فهو من حيث الاكتساب الممنوع
قبيح لا من حيث خلق الخالق فالقبح انما يعرض له فی حق العبد الكاسب لا فی حق
المالك الخالق وهو انما هو من جهة ضرر احد نحو تلاف حقه او اذيته او خداعه
فلو كان فی الكذب نفع احد من حيث المال و النفس صار حسنا بل فرضا فی بعض الاوقات
مثلا لو كان فی الصدق قتل مسلم وفی الكذب نجاته لكان الصدق حراما والكذب فرضا
فظهر ان قبحه عارض لا لاجل نهی الخالق وليس هو فی حد ذاته التی هی وجوه واقتدار فالا
لهذا و التامل فيه لا يليق بشان العلماء لان كسب الشر قبيح وهو بالنسبة الى المخلوق
لا خلقه وهو بالنسبة الى الخالق هذا الدليل عقلی اجمالا والدليل النقلی هذا ان نبينا و
سيدنا صلى الله عليه وسلم كان مغفورا لقوله تعالى ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك
وما تاخر فلو كان الخلف فی الوعد ممتنعا لما كان يخشى صلى الله عليه وسلم لما امر بقوله
تعالى (قل ان اهلكني الله ومن معي) وبقوله تعالى (لئن اشركت ليحبطن عملك) وغيرهما
من الايات وكلمة ان انما تدخل على الممكن لا الممتنع وعلى المعدوم المظنون الوجود لا
الوجود كما هو مسلم عند علماء العربية والخشية انما يكون من الممكن لا من المحال ما سمعنا
ولا رئينا احدا يخشى الشريك المستحيل انما الخشية من الله الوجود والايات الكثيرة
والاحاديث العديدة تدل على امكان كذب الباری تعالى وحقق شارح المواقف
وشارح المقاصد وغيرهما من المحققين امكان الكذب وهذا العبد مقلد ولما قال
اهل الكلام بامكان الكذب فالعبد ايضا يعتقد امكانه لا افهمه حق التفقه

اما اولاً فلان هذا المذكور مبنى على مذهب الاشاعرة القائلين بشرعية الحسن والقبح
اعنى لا شئ في حد ذاته مع قطع النظر عن امر الشارع ونهيه حسن وقبيح بمعنى ما
يمدح به او يذم عاجلاً ويستحق به الثواب والعقاب آجلاً بل ما امر به حسن وما نهى
عنه قبيح ولو انعكس الامر انعكس الامر حتى ان الايمان والكفر والصلوة والصوم والزنا والسرقة
في مرتبة الذات قبل ورود الشرع سواسية لا تفاوت بينها في الحسن والقبح بالمعنى
المتنازع فيه بخلاف معتقد مشائخنا الماتريدية كثرهم الله تعالى القائلين
بعدم توقف حسن الاشياء وقبحها على الشرع بل الاشياء في حد ذاتها بعضها
حسنة وبعضها قبيحة وهذا كله مصرح في التلويح والمسلم وغيرهما واليه يشير
قوله تعالى (قل ان الله لا يأمر بالفحشاء الآية) فكيف يصح التمسك للحنفي المتبع للمشائخ
الماتريدية بما ذهب اليه الاشاعرة الذين اتبعهم الشوافع والا فاين التقليد واما
ثانياً فلان القبح بمعنى صفة النقصان عقلي بالاتفاق كما مر غير مرة فكيف يسلم ان
قبح الكذب عارض لاجل النهى بل الكذب صفة نقصان باتفاق العقلاء والله
تعالى منزه عن النقائص بالاجماع وان لم يكن قبحه بمعنى ما يستحق به العقاب عقلياً
بالاتفاق لكن هذا لا يضرنا فان القبح بهذا المعنى لا يتصور في حقه تعالى واما ثالثاً
فلان فيه تلفيقاً بين المذهبين لان الاشاعرة كما قالوا بعروض القبح للاشياء لاجل النهى
كذلك نصوا بلحوق الحسن لاجل الامر فما معنى لكون الكذب حسناً في حد
ذاته قبيحاً لاجل النهى فمع قطع النظر عن الشرع كما لا قبح فيه كذلك لا حسن فيه

عندهم انما يتصور الحسن الذاتی فی مذهب غيرهم لٰكن فی هذا المثال الجزئی
ليس الحسن ثابتاً عندهم ايضاً بل الثابت القبح الذاتی عندهم واما رابعاً فلان قوله
قبح الكذب لاجل الضرر والاذية اه هذا مناف لما سبق من ان قبح الكذب لاجل النهی
لان مناط القبح لما كان نهی الخالق فما دام النهی موجوداً وجد القبح وان لم يوجد الضرر
والاذية والخداع وغيرها نعم اذا رفع النهی وجاء الامر مقامه وجد الحسن مقام
القبح هذا عند الاشاعرة واما مشائخنا الماتريدية فقالوا الكذب لا يصير حسناً
بالذات وان صار واجباً بل هو باق علی قبح الذاتی كما هو منصوص فی المسلم وغيره
عبارته هكذا (وقالوا لو كان ذاتياً لم يتخلف وقد تخلف فان الكذب مثلاً يجب
لعصمة نبی وانقاذ بری من سفاك والجواب ان هناك ارتكاب اقل القبيحين
لا ان الكذب صار حسناً قيل يرد عليه ان هذا الكذب واجب فيدخل فی الحسن
اقول الحسن لغيره لا ينافی القبح لذاته وهذا معنی قولهم الضرورات تبيح المحظورات الخ
فاندفع ما قال بعض الكملاء من ان الكذب ان كان فيه نفع لاحد يصير حسناً بل
فرضاً اه كما لا يخفی واما خامساً فلان قوله ان الكذب وجودی لا عدمی وافتقار الی
عجز وهو فی حد ذاته من جهة الوجود والقدرة حسن لا قبيح ماذا اراد به ان اراد ان
الكذب عين الوجود والقدرة فهو ظاهر البطلان لان المصادر لا تحمل الا مرادفاتها
او جزئياتها وظاهر ان الكذب ليس بمرادف للوجود والقدرة ولا جزئياً لهما ولا عكس
ايضاً وان اراد ان الكذب موجود ومقدور فان اراد ان كذب الباری موجود ومقدور

اما اولاً فلان هذا المذكور مبنى على مذهب الاشاعرة القائلين بشرعية الحسن والقبح
اعنى لا شئ فى حد ذاته مع قطع النظر عن امر الشارع ونهيه حسن وقبيح بمعنى ما
يمدح به او يذم عاجلاً ويستحق به الثواب والعقاب آجلاً بل ما امر به حسن وما نهى
عنه قبيح ولو انعكس الامر انعكس الامر حتى ان الايمان والكفر والصلوة والصوم والزنا والسرقة
فى مرتبة الذات قبل ورود الشرع سواسية لا تفاوت بينها فى الحسن والقبح بالمعنى
المتنازع فيه بخلاف معتقد مشائخنا الماتريدية كثرهم الله تعالى القائلين
بعدم توقف حسن الاشياء وقبحها على الشرع بل الاشياء فى حد ذاتها بعضها
حسنة وبعضها قبيحة وهذا كله مصرح فى التلويح والمسلم وغيرهما واليه يشير
قوله تعالى (قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ الآية) فكيف يصح التمسك للحنفى المتبع للمشائخ
الماتريدية بما ذهب اليه الاشاعرة الذين اتبعهم الشوافع والا فاين التقليد واما
ثانياً فلان القبح بمعنى صفة النقصان عقلى بالاتفاق كما مر غير مرة فكيف يسلم ان
قبح الكذب عارض لاجل النهى بل الكذب صفة نقصان باتفاق العقلاء والله
تعالى منزه عن النقائص بالاجماع وان لم يكن قبحه بمعنى ما يستحق به العقاب عقلياً
بالاتفاق لكن هذا لا يضرنا فان القبح بهذا المعنى لا يتصور فى حقه تعالى واما ثالثاً
فلان فيه تلفيقاً بين المذهبين لان الاشاعرة كما قالوا بعروض القبح للاشياء لاجل النهى
كذلك نصوا بلحوق الحسن لاجل الامر فما معنى لكون الكذب حسناً فى حد
ذاته قبيحاً لاجل النهى فمع قطع النظر عن الشرع كما لا قبح فيه كذلك لا حسن فيه

عندهم انما يتصور الحسن الذاتي في مذهب غيرهم لكن في هذا المثال الجزئي
ليس الحسن ثابتا عندهم ايضا بل الثابت القبح الذاتي عندهم واما رابعا فلان قوله
قبح الكذب لاجل الضرر والاذية اه هذا مناف لما سبق من ان قبح الكذب لاجل النهي
لان مناط القبح لما كان نهي الخالق فما دام النهي موجودا وجد القبح وان لم يوجد الضرر
والاذية والخداع وغيرها نعم اذا رفع النهي وجاء الامر مقامه وجد الحسن مقام
القبح هذا عند الاشاعرة واما مشائخنا الماتريدية فقالوا الكذب لا يصير حسنا
بالذات وان صار واجبا بل هو باق على قبحه الذاتي كما هو منصوص في المسلم ونص
عبارته هكذا وقالوا لو كان ذاتيا لم يتخلف وقد تخلف فان الكذب مثلا يجب
لعصمة نبي وانقاذ بري من سفاك والجواب ان هناك ارتكاب اقل القبيحين
لا ان الكذب صار حسنا قيل يرد عليه ان هذا الكذب واجب فيدخل في الحسن
اقول الحسن لغيره لا ينافي القبح لذاته وهذا معنى قولهم الضرورات تبيح المحظورات انتهى
واندفع ما قال بعض الكملاء من ان الكذب ان كان فيه نفع لاحد يصير حسنا بل
فرضا اه كما لا يخفى واما خامسا فلان قوله ان الكذب وجودي لا عدمي واقتدار لا
عجز وهو في حد ذاته من جهة الوجود والقدرة حسن لا قبيح ماذا اراد به ان اراد ان
الكذب عين الوجود والقدرة فهو ظاهر البطلان لان المصادر لا تحمل الا على افرادها
وجزئياتها وظاهر ان الكذب ليس بمرادف للوجود والقدرة ولا جزئيا لهما ولا بالعكس
ايضا وان اراد ان الكذب موجود ومقدور فان اراد ان كذب الباري موجود ومقدور

فهو اول المسئلة وجاء المصادرة على المطلوب فان المطلوب ما كان الا ان كذب
الباري ممكن وصار حاصل الدليل هكذا كذب الباري ممكن لان كذبه موجود ومقدور
وان هو الا جعل المدعى جزء الدليل وايضا مناف لقوله وانه لم يقع فان فيه اعتراف
بالوجود وان اراد ان كذب الممكن والمخلوق موجود ومقدور وهو من جهة الوجود و
القدرة حسن فلا يفيد المطلوب لان الكلام كان فى امكان كذب البارى وخرج
من الدليل امكان كذب المخلوق ولا كلام فيه بل العالم مشحون من الكذب بلا
ارتياب واما سادسا فهو منقوض بظلم البارى تعالى الله عن ذلك علوا كبيرا
فان مقدمات الدليل جارية فيه مع تخلف المدعى فانه لم يقل به احد من اهل
السنة والجماعة وان قال به الفرقة الباطلة المزدارية واما سابعا فلان ليس
الكلام الا فى امكان اتصاف الكذب وكسبه لا فى خلقه كيف وان الكذب شائع
ذائع فى العالم وليس خالق الاشياء عند اهل الحق الا الله فعلى تقدير تجويز كذب البارى
يلزم كسب الكذب لا خلقه فى محل اخر وكسب الشر قبيح عند المستدل ايضا
كما نص فى اخر الدليل فيلزم القباحة والشناعة هذا خلف وما قال فى الدليل النقلى
من ان الخلف فى الوعد لو كان ممتنعا مع كونه صلى الله عليه وسلم موعودا
بالمغفرة لجميع ما تقدم من ذنبه وما تاخر لما كان لخشيته صلى الله عليه وسلم
معنى فجوابه ظاهر فانه صلى الله عليه وسلم ما خشى لاجل نفسه النفيسة
من العذاب الاخروى بل لاجل الامة او لاداء الشكر واظهار الخشوع والخضوع

فی الحضرة الالهية وغيرها كما قال القاضی عياض وعبارته هكذا وايضا
فيقال لهم فانكم ومن وافقكم تقولون بغفران الصغائر باجتناب الكبائر ولا خلاف
بعصمة الانبياء من الكبائر فما جوزتم من وقوع الصغائر عليهم فهی مغفورة
علی هذا فما معنی المواخذة بها اذا عندكم وخوف الانبياء وتوبتهم منها وهی مغفورة
لو كانت فما اجابوا به فهو جوابنا عن المواخذة بافعال السهو والتاويل وقد قيل ان
كثرة استغفار النبی وتوبته وغيره من الانبياء عليهم السلام علی وجه ملازمة
الخضوع والعبودية والاعتراف بالتقصير شكرا لله علی نعمه كما قال عليه الصلوة
والسلام وقد امن من المواخذة بما تقدم وما تاخر افلا اكون عبدا شكورا وقال انی
اخشاكم لله واعلمكم بما اتقی قال الحارث بن اسد خوف الملائكة والانبياء خوف
اعظام وتعبد لله لانهم امنون وقيل فعلوا ذلك ليقتدی بهم ويستن بهم امهم
كما قال لو تعلمون ما اعلم لضحكتم قليلا ولبكيتم كثيرا انتهی وايضا قال فی موضع
آخر نقلا عن النبی والثقة كنزی والحزن رفيقی واليقين قوتی وغم الاجل امتی انتهی ومن
ادعی الخشية لاجل عدم وثوق النبی بمواعده تعالی فعليه البيان بالبرهان بل هذا
مخالف لقوله تعالی ولا تحسبن الله مخلف وعده رسله والا يلزم عدم امتثاله
بنهی الله تعالی عن حسبان الاخلاف فی مواعيد الرسل وهو صريح البطلان والا
فاين عصمة الانبياء المقرر عند المحققين صلوة الله تعالی عليهم اجمعين ومناقض
لقول عائشة رضی الله تعالی عنها المذكور فيما سبق من قولها معاذ الله ما وعد الله

آه وایضا نص القاضی عیاض بقوله لا انه شك فی وعد الله وایضا نظهر لمن تتبع
سیر الانبیاء علیهم الصلوة والسلام انهم علی کمال وثوق واعتماد بمواعید الله
تعالی لا یتطرق وهم امکان خلف المواعید فی قلوبهم الا تری الی قول موسی علیه
وعلی نبینا الصلوة والسلام (کلا ان معی ربی سیهدین) بعد ما قال له قومه قال
(فلما تراءی الجمعن قال اصحاب موسی انا لمدرکون) والی قول نبینا صلی الله علیه
وسلم لرفیقه فی الغار (لا تحزن ان الله معنا) وقد روی عن عائشة رضی الله
تعالی عنها قالت کان النبی صلی الله علیه وسلم یحرس حتی نزلت هذه الآیة (والله
یعصمك من الناس) فاخرج رسول الله صلی الله علیه وسلم رأسه من القبة وقال لهم
یا ایها الناس انصرفوا فقد عصمنی ربی عز وجل وقیل کان علیه الصلوة والسلام
یخاف قریشا فلما نزلت هذه الآیة ای (یا ایها الذین آمنوا اذکروا نعمت الله علیکم
اذ هم الآیه) استلقی ثم قال من شاء فلیخذلنی انتهی (شفا قاضی عیاض) وما قال
بعض الکملاء لو کان الخلف فی الوعد ممتنعا لما امر النبی بقوله تعالی (قل ان اهلکنی
الله ومن معی الآیه) وبقوله تعالی لئن اشرکت لیحبطن عملك الآیه وغیرها من الآیات
الاخر فقد مر جوابه فیما سبق مفصلا فلا نعیده وایضا هذا خرق للاجماع فان الخلف
فی الوعید وان جوز لکن الخلف فی الوعد قد عد ممتنعا بالاجماع کما مر وما قال
شارح المواقف والمقاصد وغیرهما من المحققین قد جوزوا الکذب علیه تعالی فقد
علمت فیما سبق ان التحقیق خلافه فلا حاجة الی الاعادة والله ولی الافادة والهدایة

یهدی من یشاء الی صراط مستقیم خلاصه مرام یه هے که اهل حق کے نزدیک کذب
باری تعالی هرگز هرگز ممکن نهین نه کلام نفسی مین نه کلام لفظی مین بلکه یه عقیده فرقه زائغه
مزداریه کا هے اور مجوزین خلف فی الوعید هرگز معتقد جواز کذب باری تعالی نهین
بلکه اونکو کذب باری تعالی اور تبدیل قول الهی کا الزام لگایا جاتا هے اور وه مدفوع
هے اور محققین خلف فی الوعید کو جائز نهین رکھتے اگر قول شاذ هو تو وه بمقابله نصوص
قاطعه مردود یا مأول هوگا پھر ایسے اقوال شاذه سے عقیده کا ثبوت کیونکر هوسکتا هے
اثبات عقیده کے لیئے دلیل قطعی هونا چاهیے اور زبان درازی اس امر مین موجب
نقصان دین اور باعث مضحکه دشمنان شرع متین هے الله تعالی اهل اسلام کو اس سے
بچاوے والله اعلم وعلمه اتم واحکم سبحان ربك رب العزة عما یصفون و
سلام علی المرسلین والحمد لله رب العلمین ـ حرره افقر عباد ذی المنن عبده
احمد حسن عصمه الله عن آفات یوم المحن بفضله الخفی والعلن المقیم فی بلدة کانفور
صانها الله عن الشرور والمدرس فی دار العلوم فی آخر عشرة ذی الحجة سنه ١٣٠٦ هجریه
اب وه تقریظین نقل کیجاتی هین جو علماے کرام نے اس عمده اور نادر رساله پر کی هین +

صورة ما قرظه فخر العلماء الکرام صدر الفضلاء العظام استاذ
اساتذة الهند والشام محط رحال الفخام آیة من آیات الله
الحضرة مولانا محمد لطف الله دامت برکاتهم وعمت

فیوضاتهم ولقد اجا فیما افاد

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی هو اصدق قیلا والصلوة والسلام علی من بعث مرشدا ودلیلا وعلی
آله واصحابه الذین کانوا یمیزون الله عما لا یلیق بجنابه وبعد فیقول العبد الضعیف
المعتصم بحبل الله المتین محمد لطف الله تجاوز الله عن سیاته یوم الدین
انی طالعت هذا الکتاب الذی رصفه اخلص الاحباب مالک ازمة التحقیقات الشرعیة
والتدقیقات الفلسفیة النحریر الکامل الحبر الفاضل الذی یفتخر بوجوده الزمن المولوی
احمد حسن حرس الله ذاته واسعد اوقاته فوجدته صحیح المعانی سدید المبانی
حریا بان یکتبه علماء الزمان علی صفائح الیواقیت بمیاه العقیان وقمینا بان
تتخذه الغید عقد الجید محتویا علی تحقیقات بدیعة تطرب الاسماع ومشتملا علی
تدقیقات منیعة تمیل الیها الطباع جزی الله مرصفه جزاء موفورا وجعل سعیه
مشکورا واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین
والصلوة والسلام علی طه الامین



صورة ما قرظه البحر الکامل والنحریر الفاضل جامع العلوم العقلیة والنقلیة مصدر الکمالات البهیة الادیب الاریب الفطین اللبیب بهجة الادباء

اوحد النبلاء الالمعى اللوذعى مولانا محمد عبد الله التونكى

احد اعيان مدرسى بيت العلوم فى بلدة لاهور حفظها الله

من الحور بعد الكور ولقد احسن المقال وابدع فيما قال

بسم الله الرحمن الرحيم

سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب العلمين وبعد

فهذه رسالة رشيقة بارعة ومقالة انيقة فارعة فى توضيح تقدس البارى عن امكان

الكذب والمين وتقرير تنزهه من جواز النقص والشين تطرب اولى الابصار بافاضتها الرائعة

السائغة وتطرب ذوى الاهذار بافاصتها الرابعة السابغة تنشرح بها صدور العقلاء

الانزال وتنقبض عنها قلوب الجهلاء الانذال تفرح بها نفوس ارباب اللب والسداد

وتقرح منها عيون اصحاب الخبث والفساد مقاصدها محلاة بالبراهين القاهرة

ومطالبها موشاة بالسلاطين الداحرة ذوابل دلائلها فالقة لاكباد مشارب الغواة

الزائغين عن سبيل الرشاد ونواحل شواهدها خارقة لاكتاد مذاهب العصاة الراغين

الى طريق العناد مطارف بيانها الصافى فاصمة لرؤس ساطير القائلين بالجواز والامكان

ومقارع تبيانها الضافى قاصمة لظهور اضابير اصحاب الكذب والبهتان كيف لا وقد

نطق بها الحبر السامى والبحر الطامى الفاضل البصير والفاضل الخبير ذو العقل الصائب

والفهم الثاقب والذهن الثقيف والفكر الحصيف والراى الرزين والحدس الرصين

الحبیب الاکرم، والشفیق الافخم والرفیق الاقدم، والصدیق الاعظم مولانا المولوی
الحافظ **احمد حسن** سلمه الله عن مصائب الزمن وحوادث الفتن، المالك لازمة
العلوم النقلیة کلها بلا نزاع، والقائد لاعنة الفنون العقلیة جلها من غیر دفاع
الذی یقتبس عن ضیاء فضائله الدانی والقاصی، ویجتنی من ثمار جلائله العاری و
الکاسی، سهام تقریره صائبة الی قلوب هفوات القوم الذین رشیدهم غوی
وصیه وفهمهم مائق، ورماح تحریره نائبة علی صدور سقطات النفر الذین خلیلهم
خلیل وامینهم خائن فبدد شمل اباطیلهم وشرد جمع خزعبیلهم وسوّد وجوه
مقالاتهم وبیّض عیون ضلالاتهم وشتّت جنود وساوس انظارهم وفتت فوج
هواجس افکارهم واقام علیهم یوم القیام وامطر علیهم مطر الحمام، کما قد فعلت بهم
ذلك مرة بعد الاولی وکرة غب الاخری بالمشاهدة والمشافهة، والمعارضة والمعارضة
حین تکردسوا وازدحموا ببلدة لاهور، التی هی کالشارق والساهور، فی الضیاء والنور
سلمنی الله وایاها من شرور الدهور، وصوادر الحبور، فانبتوا وانبثوا وانعموا
وانهزموا وانسلوا وانفلوا کانهم جراد منتشر او ذر مشفتر وبالجملة فقطع
دابر القوم الذین ظلموا والحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام
علی رسوله محمد واله وصحبه اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین فقط

کتبه العبد المذنب المفتی

محمد عبد الله عفا الله عنه

صورة ما قرظه افضل المحققین اشرف المدققین اکمل المناظرین ابجل المعارضین انجل المعارضین انبل الفاضلین ابلغ البلغا افصح الفصحا افقه الفقها انجب النجبا اشرف الشرفا اعلم العلما مولنا وبالفضل اولنا المولوی محمد علی حفظه بکنفه عالم الخفی والجلی المتوطن ببلدة کانفور صانها الله عن الشرور

بسم الله الرحمن الرحیم

سبحان الذی احب تنزیهه عن وصم النقصان * حتی جعل کلمة سبحان الله نصف المیزان * علی لسان نبیه علیه الصلوة والسلام الاتمان * وشطرها من کلمتان ثقیلتان فی المیزان حبیبتان الی الرحمن * والصلوة والسلام علی اشرف المقدسین المسبحین للمنان * الذی بین ثمرة شجرة قول السبحان * تهافت الذنوب والعصیان * کتساقط اوراق الاغصان * عند حلول الشمس فی المیزان * وعلی اله وصحبه الذین جعلوا من اورادهم تسابیح الجنان * من کل نقیصة وماشان * اما بعد فیقول العبد الضعیف النحیف المغناق المشتاق * الی مولاه الغنی المتجلی فی الانفس والافاق محمد علی تجاوز الله عن ذنبه الخفی والجلی انی امعنت النظر واجلت الفکر فی هذه العجالة السائغة * والعلالة الرائعة * فاذا هی نهر ثجاج * وبحر عجاج * تقریرها اخذة بمجامع * ورقیة ضیات * مقاصدها قلائد العقیان * علی نحور النسوان * ومطالبها عقد الجمان * فی جید غلمان

قوله الاصل سبحان [illegible] نصف المیزان [illegible] واشار بقوله الی حدیث مروی فی [illegible] کلمتان خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان حبیبتان الی الرحمن سبحان الله وبحمده سبحان الله العظیم ١٢ منه

الجنان قواضب بججها القويمة قواصم لصدور هواجس الشيطان وعواضب

تبيانها المستقيمة فواصم لظهور وساوس شقيق الولهان والفيت رياحين

مضامينها تزرى بالربيع الزاهر وصادفت تعريف الفاظها يغنى عن زهرات المزاهر

براهينها اضوء من الشمس البازغة وسلاطينها ابهر من البدر اللامعة دعاويها الطف

من نسيم الاسحار وفتاويها اعبق من روائح الازهار تحقيقاتها اشهى من مسك

اذفر وتدقيقاتها الذهن خلوق اعطر تبيانها الوافى يضاهى بانوارها النجوم الزواهر وبيانها

الكافى يباهى بغرائدها عقود الجواهر نفائسها الغالية حاكت الاغياد الطائفة ورشاقتها

ولطائفها العالية ضاهت النواهد الغيد اقتر ونقاور واقتر تحريرها اشذى

من زهو الاقحوان وزهر تقريرها اجلى من شقائق النعمان كيف لا وهذبها الحبر اللوذعى

وشذبها البحر اليلمعى وصفها الفلك هدم القمقام وصنفها القلذم الطمطام جامع العلوم كاشف

اسرار المكتوم نبراس العلماء مصباح الفضلاء الذى برع على اقرانه بالفضل والكمال

وفاق على امثاله بالافادة والاكمال الذى سدته مكب لطالب الفرائد ومنزله محط

الرحال العمائد اللبق الشهير الاوحد الكبير الخليل الجليل الصديق النبيل مولانا الحافظ

الحاج احمد حسن صانه الله عن جميع الفتن ونوائب الزمن ومكاره المحن واخر

دعوانا ان الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين

وازواجه وذريته وصحبه اجمعين الى يوم الدين برحمتك يا ارحم

الراحمين

صورة ما نمقه العالم الجليل والفاضل النبيل التلميذ الرشيد الفهام للمصنف العلام اعني المولوي محمد عبد الحي السورتي صانه الله عن شرور الغي

بسم الله الرحمن الرحيم

تنوير الاسفار وترصيعها بحمد من تقدس من شوائب امكان الاكاذيب الباطلة، و
توشيح الاوراق وتصفيتها بتحية من تنزه عن معائب النقائص الغافلة، وتجلية الصحائف
وتحليتها بالصلوة على من اعشوشب جماجم العلوم البارعة، ونور حدائق الفهوم
الفارعة، وعلى آله وصحبه المنتظمة في سلك الافاويق الساطعة، المنجلية من مصابيح
النبوة اللامعة، ما تهدرت حمائم البراعة، في ترصيف البراعة، وبعد فيقول من لا يبتغي
له الا الاستكانة ولا راس ماله الا المسكنة محمد عبد الحي السورتي جنبه الله عن شوائب
الغواية والعمى انه كادت ان تنجح ظلمات الجهالة موامي العقول، وتسدل غواشي الغول
مهامه فهوم الفحول، وعسى ان يكون الناس بها في الصحاري كالحياري، يهيمون
وغارت مياه المعارف السمحاء فهم في نضوبها يتململون وتختلس بوارق الضلال
ابصارهم فهم لا يبصرون، اذ بزغ بدر الرشاد، وطلعت شمس السداد من مطالع
الهداية، ومشارق الدراية، فتلألأت صفحات البرية عن الظلماء، وتزحزحت غواشي
الغشناء، ونبع عين العلم ونبغ نهر الحلم، وتولى عليه من يجلو لديه افهام اولي

ظرات ۱۲

مفازات بعيده ۱۲

سلائق ذكية وتغترف من انهار فيوضه المقدسة ذو الطبائع السوية وهبّت
طبائع
نسيمة سحرية من رياض عوارف معارفه البهية فتنورت ازهار الزنبق وازهرت حيطان
السمسق واكتست جنة الآكام حللا خضراء من وبل رغائبه الثراء الذى هو
ياسمين
مجمع البحرين بينهما برزخ لا يبغيان من العلمين المعقول والمنقول الذين دارت
كؤس تعاطيهما فى الملوين واضاء من المعارف الجلية سراجا وهاجا يستضئ
به من اضل شرعة ومنهاجا وافاض نهرا من لبن وعسل وخمر لذة للشاربين من العلوم
الحقيقية والفنون اليقينية بها يشفى صدور قوم مومنين استاذى ومطاعى
الفائض بالخير فى السر والعلن المولوى احمد حسن حرسه الله من
تباريح الشجن ونوائب المحن الذى لما تمكنت عقدة قد انعقدت فى مسئلة امكان
كذب البارى تعالى وامتناعه وترجرجت دونها اقدام العقول بايقاعه وانتزاعه
فالناس فى تفتيحها كباسط كفيه الى الماء ليبلغ فاه وما هو ببالغه فشمر عن ساق
الجد فى انحلالها وانفتاحها برسالة قدسية غراء ونسيمة سحرية خضراء التى
مبانيها ومعانيها بحران (يخرج منهما اللؤلؤ والمرجان) وفرائد دقائق مخدرة فى
ما بينها ما مسها ايدى الافكار وخرائد نكات تحوم عين فواستارها ما رنتها
ابصار الانظار اوراقها تزرى الورقاء فى الجلاء والنور وشنب الثغور فهل يستوى
الظلمات والنور او الظل والحرور لا غرو فانه كتاب لا ياتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه
وينطق عليكم بالحق كيف لا وفيها تنزيه الله عن تجويز الاكاذيب الاباطيل وثبوت

وجوب الصدق) قد انشدت هذه القصيدة بفضل المفضل المنعام، في جلسة واحدة
يوم العاشر من المحرم الحرام، مقرظا على رسالة مدللة في امتناع كذب الملك العلام
للاستاذ الهمام القمقام وهو اعظم واهم عقائد الاسلام

سبحانك اللهم ذو الآلاء ··· تجويز كذب فيك شر هراء
انظن فيك جوازه ونبيحك ··· عن كل نقصان وجل هواء
ارءيت ان وجوب صدق شانه ··· فمن المحال جواز كذب كذاء
واليك نشكو من ذويه بقولهم ··· انت العزيز ذو انتقام عداء
لا حول من احكامك فنقولها ··· وان امرأ يلغوه من علماء
الله يبقى من يقول مجاهرا ··· تجويز كذب فيه شر هراء
ويبوء شر الاسفار في بطلانه ··· ويزحزح الاظلام من اضواء
كلا لئن لم ينتهوا بكلامه ··· فنقول لهم ستعنت بدهاء
وهو الذي يجلو الدبيد عقول من ··· ظلمت بكل جهالة سوداء
ويغوص في بحر العلوم فيملي ··· ذيل العقول مسائلا بضياء
لما رائيت معلما في مسنده ··· كدرى انسلكت بخيط سواء
استادنا ومطاعنا (اى على) احمد حسن ··· متلألأ في العلم والآراء
الله يعصمه ويعمم حافظا ··· من شر خناس وسوء عداء
ثم الصلوة على النبي محمد ··· والآل والاصحاب والعلماء

كتبه محمد عبد الحي السورتي عفي عنه

تقریظ دلپذیر نتیجۂ فکر غواص بحر معانی نقاد گہر نکتہ دانی منشی بی بدیل
فاضل نبیل مقبول بارگاہ صمد جناب مولوی نور محمد صاحب پنجابی گوردا سپوری
شاگرد رشید حضرت مصنف سلمہ اللہ الی الابد

گوہر شاہوار حمد مجید - وجوہر آبدار ثنای لاتعد - کہ ترازوی زبان و معیار بیان از سنجیدن
وپیمودنش قاصر - وعقل ذکاوت فطرتان و درک فطانت طبیعتان از قوہ بفعل
آوردنش فاتر - ایثار بارگاہ کبریای متعال و نثار درگاہ حضرت ذو الجلال باد آنکہ ایت صدق
بشارت وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیلًا از مدنیہ کمال صداقتش رواقی - ومضمون باہدایت
حق اشارت ما یبدل القول لدی لایاتمین سبع طباق تنزیہش اطاقی - ولعوت بیرون از احصای
واحاطۂ قیاس - ورحموت افزون از اندازۂ خرد دقیقہ شناس - تحفہ حضرت سید الکونین
رسول الثقلین - خاتم المرسلین - ممدوح ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین - قدوہ انبیا محمد مصطفی
صلعم - واصحابہ الطیبین وآلہ الطاہرین برحمتک یا ارحم الراحمین - اما بعد این سرگردان توجہ
ہیچ شناسی - ضرب خوردہ لطمۂ نارسائی - اضعف عباد ربہ الصمد نور محمد - عنان خوشخرام
خامہ را بعرصہ مدعا طرازی معطوف میسازد - وگوہر مطلب قلبی را بدستیاری غواص بیان
از عمان جنان برآوردہ نثار محفل اولی الالباب مینماید - کہ درین زمان سفاہت اقتران
نقد گران بہای ہنر و علم چنان جنس کاسد شدہ کہ خریدارش بجز مہرہ نمیخرند - وجوہر جان بہا
فضل و فہم چنان متاع خاسر گشتہ کہ انبارش بجوی نمیگیرند - برگ شجر فنون عقلی از تاراج خزان

جہل و نادانی فرو ریختہ - وثمر درخت علوم نقلی را ملخ ظہور سفہای لایعنی پاک گسیختہ و تحقیق مقاصد
از خاطر زمرۂ علمای و بقرار نہاد - و تدقیق مآرب بطائفۂ عالیۂ فضلا پشت داد - در اینچنین
توزع حال و تشتت بال کدام شاہد دلرباست شراب جلوہ گری ہست کہ چشم تماشائیان ہمہ تن
بر شاہراہ انتظار اوست - و کدام دلدار عشوہ پرداز مخمور صہبای محفل افروزی است کہ خاطر
جہانیان محو تمنای دیدار او - چہاز زیبا غارتگری است کہ تا حجاب از چہرۂ عالم آرائی خود
کشادہ - عالمی را بادای شیفتہ طرۂ سمن سای خود کردہ - و چہار عنا سروی است کہ تا پا بحجلۂ
جلوہ گستری نہاد - آمد آمد موسم بہار فرزدہ طرب و نشاط بگوش چمن آرایان روزگار در داد -
باستقبال خیر مقدمش عرصۂ جہان بشگفتگی گلہای الوان رشک فردوس بریں ساختست - و فضای
گیتی از کثرت لالہ و ارغوان غیرت دہ کان بدخشان - از ہر سو صدای الآن حصحص الحق
بگوش میآید - و از ہر کوی نوای لقد ظہر الصدق شنیدہ میشود ۔ جہان شد بزم عیش
و کامرانی ٭ بجام آمد شراب ارغوانی ٭ برون از سینہ شد یکسر غم و درد ٭ نشاط تازہ در دلہا
وطن کرد ٭ ہمانا این حجلہ نشین زیبائی نہ محبوبی است زیبا کہ کو نظران دین و گمگردگان مراحل
یقین نازش خرند - بل نگاری است رعنا کہ متعطشان زلال تحقیق از راح ریحانی جمالش
اقداح تدقیق نوشند - شاہد دلفریب خلوتکدۂ احقاق حق است و صنم بتکدۂ تقدیس داور مطلق
وقتیکہ مشاطہ ہر ہفت آرای تسوید بر منصۂ ظہورش آراست عقل خردہ بین باسم با مسمای
تنزیہ الرحمن عن شائبۃ الکذب والنقصان موسومش ساخت الحق نادر صحیفہ ایست
مشتمل بر رد امکان کذب باری - و شگرف مجموعہ ایست متضمن بر امتناع دروغگوئی حضرت

لمیزلی - هرچند گلدسته ایست موجز - اما نمیقه ایست معجز - در تشیید معانی و تشیید مبانی بحریست کافی
و محیطی است وافی - خار زنخی است که طوق خیر الکلام قل و دل در گلویش شایان - و دلبری است که سیمای
ابطال ملت باطل از پیشانی او درخشان - حقا که ماحقه عروس ثبوت دعاویش بحلی تحقیق آراسته و
شاهد دلائلش کما ینبغی بر منصه تدقیق نشسته - اگرچه شانه افکار متقدمین زلف گره گیر لیلای این مقصد
فخیم الشان را مشاطگی کرده - و گلگونه انظار متاخرین عارض سیمین املای این مطلب عظیم المکان را بنقوش
ادا سازی آراستگی نموده - اما این گلی است که تا گلدار هستی از جوی ظهور سیرابی یافته هیچ غنچه بدین تازگی
در خیابانش علم شگفتگی نیفراخته و رعنا طنازی است که تا گلرخان معانی صحن چمن بنیاد فطنتی را پیراسته
نظیرش در چشم فلک نگذشته ۵ آفاقها گردیده ام مهر بتان ورزیده ام ٭ بسیار خوبان دیده ام اما تو چیزی
دیگری ۵ درست که هر لفظش معدنی است از در زخر بدیه مشحون - و مضمونش عشوه گریست که بربالاتش قبای
این شعر موزون ۵ ای خوشا دلچسپ مضمونی که در تصویر آن ٭ خامه همچون خامه نقاش شد رنگین نویس چنین بیست
که راقم بعلاقه ارادت و رابطه عقیدت انهم لا فیده و بیان خلاف واقع بر زبان رانده - بلکه این عجاله
نقدی است عیار که برای تنقیدش صیرفی عقل سلیم شاهدی است صدق شعار - فرق توصیفش
از مشاطگی فکر ما خام مغزان مبرا - و خد تعریفش از غازه نثر ناکم فهمان مصفا - زهی گلشنی است تازه
که در جنب ضیاء ازهار معانیش چراغان گلدار سپهر بیتاب میماند - و گلبنی است نوباوه که بپهلوی
تازگی مضامینش انوار بهار آب بنظر مینماید - سوادش مانند سیاهی مردم در دیده اهل بینش جا گرفته
و بیاضش مثل مهر انور سینه حق پژوهان را منور ساخته - چگونه نباشد آخر نخلبند این بوستان بهار
آئین کیست - استادی - زبده هداة انام - قدوه علمای عالیمقام - شکی از رکیه کمال تزئین و ساده

افضال۔ سیاح بحر معقول شهاب ثاقب سمای منقول مضیم فیافی تدقیق هژبر غابات
تحقیق محی آئین شریعت مقنن قوانین فضیلت وسیلهٔ انجاح مآرب طلاب۔ ذریعهٔ انکشاف
معضلات اولی الالباب۔ فخر زمن مولانا مفتی احمد حسن صاحب مدرس اول مدرسهٔ دار العلوم که نطاق
جهد بکمر همت والا نهمت جست بسته در تنقیح و توضیح دلائل نیرهٔ حضرت ارباب العزت سعی موفور بهم رسانیده و هر
گلی این گلدستهٔ چمنستان مقاصد گونه گون را از بوستانی فراهم آورده تا آنکه بزیور تنقیح و تصحیح قلزم معانی
شیر بیشهٔ نکته دانی ریاض مضمار تحقیق شهسوار عرصهٔ تدقیق پیشوای ارباب فهم مقتدای اصحاب
علم ناصب عوامل شهرستان تحریر نجم ثاقب آسمان تقریر صوفی باصفا خلاصهٔ آل عبا معدن فنون
عقلی و نقلی مخزن شیون رموز خفی و جلی جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب محلی گشته زینت
محفل ارباب بصیرت دقیقه رس گردید و از هر جانب صدای شکر الله سعیهم بسمع شریف شان
در رسید الله تعالی این نوبادهٔ باغ تحقیق را از انهار شهرت و رواج سیراب کناد و باغبانش و حدیقه آرای
تصحیحش را از ثمرات مقاصد دارین کامیاب داراد۔ چونکه برای نظارگی منظر زیبا این دلدار معانی حاجت
اقاصی و ادانی میل تمام داشت۔ بنابران بدستیاری مشاطهٔ کلک گوهر سلک و سواد قلم
جادو رقم خوشنویس بی عدیل خطاط بی بدیل سرآمدهٔ جادونگاران زمان خواجه عبد الواحد سلمه الرحمن
از خد و خال غازهٔ تحریر و نقاشی گلگونهٔ تسطیر هر هفت آراست و بر منصهٔ لوح مطبع مهر العز زیب تاجر با تمیز
جناب منشی عبد العزیز بفر بالش خیرخواه طالبین جناب مولوی امیر الدین جلالپوری جلوه نموده
و متعطشان بادیهٔ تجسس احقاق حق را از زلال انجاح مخطوظ البال شیرین کام نموده۔ و
انا العبد الضعیف نور محمد الجور داسفوری من مضافات لاهور صانه الله عن الجور بعد الکور

تتمہ

واضح ہو کہ مدعیان امکان کذب باری تعالی نے دعوی کیا ہے کہ شرح مواقف اور شرح مقاصد سے ہمارا مدعا ثابت ہے اور ان دونوں شارحوں نے امکان کذب باری کو مسلم رکھا ہے اسوجہ سے مجھے ضرور تھا کہ ان دونوں کتابوں کی طرف رجوع کروں مگر اتفاق سے جواب لکھنے کیوقت شرح مواقف تو میرے پاس موجود تھی اُسکا حال تو ناظرین کو جواب کے ملاحظہ سے ظاہر ہو گیا البتہ شرح مقاصد نتھی بفضلہ تعالی جسوقت یہ رسالہ چھپ رہا تھا اوسوقت یہ کتاب بھی مجھے بہم پونہچی بعد دیکھنے کے معلوم ہوا کہ مدعیان مذکورین نے جس امر کو شارح مقاصد کیطرف منسوب کیا ہے وہ سراسر غلط اور اتہام ہے بلکہ شارح مذکور تو اس دعوے کی بکمال درجہ بیخ کنی کرتے ہین جا بجا میرے بیانون کی تصدیق فرماتے ہین لہذا مناسب معلوم ہوا کہ بطور التقاط اوسکی عبارت نقل کرون اور اپنے جواب کا ضمیمہ اوسے قرار دون +

عبارت شرح مقاصد صفحہ ١٠٤ جلد ٢ +

الوجه الثالث ان كلامه لو كان ازليا لزم الكذب في اخباره لان الاخبار بطريق المضي كثير في كلام الله تعالى مثل انا ارسلنا وقال موسى وعصى فرعون الى غير ذلك وصدقه يقتضي سبق وقوع النسبة ولا يتصور السبق على الازل فتعين الكذب وهو محال اما اولا فباجماع العلماء واما ثانيا فبما تواتر من اخبار الانبياء عليهم السلام الثابت صدقهم بدلالة المعجزات من غير توقف على ثبوت كلام الله تعالى فضلا عن صدقه واما ثالثا فلان الكذب نقص باتفاق العقلاء وهو على الله محال لما فيه من امارة العجز او الجهل او العبث واما رابعا فلانه لو اتصف في الازل بالكذب في خبره لامتنع صدقه

ف: هذا وجه ثالث للمعتزلة لابطال الكلام النفسي القديم الثابت عند الاشاعرة والماتريدية وغيرهما من اهل السنة والجماعة رحمهم الله ١٢

فیه لان ما ثبت قدمه امتنع عدمه لکنا نعلم بالضرورة ان من علم النسبة لا یمتنع علیه ان یخبر عنها
علی ما هی علیه و طریق اطراد هذا الوجه فی کلامه المنتظم من الحروف المسموعة انه عبارة عن کلامه
الازلی و مرجع الصدق و الکذب الی المعنی و اما وجه استحالة النقص ففی کلام البعض انه لا یتم الا علی
رای المعتزلة القائلین بالقبح العقلی قال امام الحرمین لا یمکن التمسک فی تنزیه الرب تعالی عن الکذب
بکونه نقصا لان الکذب عندنا لا یقبح لعینه و قال صاحب التلخیص الحکم بان الکذب نقص ان
کان عقلیا کان قولا بحسن الاشیاء و قبحها عقلا و ان کان سمعیا لزم الدور و هذا مبنی علی ان
مرجع الادلة السمعیة الی کلام الله تعالی و صدقه و ان تصدیقه النبی علیه الصلوة و السلام بالمعجزات
اخبار خاص و قد عرفت ما فیه و قال صاحب المواقف لم یظهر لی فرق بین النقص فی الفعل و بین القبح
العقلی بل هو هو بعینه و انا اتعجب من کلام هؤلاء المحققین الواقفین علی محل النزاع فی مسئلة
الحسن و القبح و الجواب ان کلامه فی الازل لا یتصف بالماضی و الحال و المستقبل لعدم الزمان اه
شارح مقاصد کے اس قول سے میرے چند دعاوی کی تائید ہوتی ہے جو میں نے جواب مذکور میں کیے
ہیں اول یہ کہ کذب باریتعالی باجماع علماء و اتفاق عقلاء محال و ممتنع ہے دوسرے یہ کہ کذب صفت
نقصان باتفاق عقلاء ہے اور وہ باریتعالی میں محال ہے تیسرے یہ کہ کلام نفسی و لفظی میں درباب
اتصاف بصدق و کذب ملازمہ ہے جن ادلہ سے کلام نفسی کا امتناع کذب ثابت ہوگا انہیں سے
بذریعۂ مقدمۂ وجدانیہ حقہ کے کہ کلام لفظی تعبیر و عنوان کلام نفسی کا ہی اور مناط صدق و کذب کا معنے ہی
ہی کلام لفظی کا بھی امتناع کذب ثابت ہو جائیگا چوتھے یہ کہ صاحب مواقف و شارح مواقف کا گمان
کہ اول و دوم دلیل سے امتناع کذب باریتعالی کلام نفسی میں ثابت ہوتا ہے نہ لفظی میں باطل و فاسد ہے

التکلم لیلزم الدور اور دوسرے یہ کہ ہم ابحاث سابقہ مین باریتعالی کے کذب کے امتناع کو عقلی ثابت کر آئے ہین پس منع کے کیا معنے لان المنع مطالبۃ الدلیل وقد مر الدلیل جواب شارح سے خوب واضح ہوگیا کہ باری تعالی کے کذب کا امتناع شرع سے بھی ثابت ہو سکتا ہے اور عقل سے بھی پس شرعی بمعنے ما ورد بہ الشرع ہوا نہ بمعنے ما یتوقف علی الشرع اور یہی امر مین رسالہ ہذا مین ثابت کر چکا ہون فللہ الحمد عبارت صفحہ ۲۲۶ جلد ۲ الثالث الآیات والاحادیث الواردۃ فی تحقیق الثواب والعقاب یوم الجزاء فلو لم یجب جاز العدم لزم الخلف والکذب ورد بان غایتہ الوقوع البتۃ وهو لا یستلزم الوجوب علی اللہ والاستحقاق من العبد علی ما هو المدعی هذا والمذهب جواز الخلف فی الوعید بان لا یقع العذاب حینئذ یتاکد الاشکال وسنتکلم علیہ فی بحث العفو ان شاء اللہ تعالی یہ قول شارح مقاصد کا (وحینئذ یتاکد الاشکال) برہان قوی ہے اس امر پر کہ مجوزین خلف فی الوعید پر اشکال امکان کذب باریتعالی لازم آتا ہے پس اگر شارح مقاصد کے نزدیک امکان کذب باریتعالی محقق ہے تو اشکال کے کیا معنے ہونگے چہ جائیکہ تاکد اشکال اور اسکے حوالہ کی بحث آئندہ پر کیا حاجت ہے بلکہ اسکا اتنا ہی جواب کافی ہے کہ کذب باریتعالی ہمارے نزدیک محال نہین ہے فالتالی لیس بباطل حتی یستدل ببطلانہ علی بطلان المقدم اور جس امر کا شارح نے بحث عفو مین بیان کرنے کا وعدہ کیا ہے وہ یہ ہے عبارت صفحہ ۲۳۶ جلد ۲ تمسک القائلون بجواز العفو عقلا وامتناعہ سمعا وهم البصریون من المعتزلۃ وبعض البغدادیۃ بالنصوص الواردۃ فی وعید الفساق واصحاب الکبائر اما بالخصوص کقولہ تعالی فی آکل اموال الناس (ومن یفعل ذلک عدوانا وظلما فسوف نصلیہ نارا) وفی التولی عن الزحف (ومأواہ جهنم وبئس المصیر) وفی تعدی

حدود المواريث يدخله نارا خالدا فيها واما بالدخول فى العمومات المذكورة فى بحث الخلود واذا تحقق الوعيد فلو تحقق العفو وترك العقوبة بالنار لزم الخلف فى الوعيد والكذب فى الاخبار واللازم باطل فكذا الملزوم واجيب بانهم اخلوا فى عمومات الوعد بالثواب فى دخول الجنة على ما مر والخلف فى الوعد لوم لا يليق بالكريم وفاقا بخلاف الخلف فى الوعيد فانه ربما يعد كرما والقول بالاحباط وبطلان استحقاق الثواب بالمعصية فاسد كما مر فكيف كان ترك عقابهم بالنار خلفا مذموما ولم يكن ترك ثوابهم بالجنة كذلك والذم بانه لو صح ان يخلف الوعيد لصح ان يسمى مخلفا ليس بشئ لان كثيرا من افعاله بهذه الحيثية اعنى لا يصح اطلاق اسم الفاعل مهنا عليه لايهام النقص كما انه يكلم بالمجاز ولا يسمى متجوزا وكذا لا يسمى ماكرا ومستهزئا ونحو ذلك بل مع انه ينجز وعد الثواب لا يسمى منجزا نعم لزوم الكذب فى اخبار الله تعالى مع الاجماع على بطلانه ولزوم تبديل القول مع النص الدال على انتفائه مشكل فالجواب الحق ان من تحقق العفو فى حقه يكون خارجا عن عموم اللفظ بمنزلة التائب اس تقریر سے بخوبی روشن ہوتا ہے کہ جواز خلف فی الوعید اگرچہ اسکو بعض نے کرم کہا ہے مگر بجہت لزوم جواز کذب باریتعالی اور تبدیل قول الہی مشکل ہے اسیواسطے اسجیب کو چھوڑکر دوسرا جواب اختیار کیا ہے اور اسکو حق کہا ہے جس سے اشعار ہوتا ہی کہ جواب جواز خلف فی الوعید باطل ہے اسوجہ سے کہ امر باطل کو مستلزم ہے اور یہی امر رسالہ ہذا مین مقرر ہوچکا ہے الحمد للہ عبارت صفحہ ۲۳۷ جلد ۲ وللامام الرازی ههنا جواب الزامی وهو ان صدق كلامه لما كان عندنا ازليا امتنع كذبه لان ما ثبت قدمه امتنع عدمه واما عندكم فان امتنع

كذبه لكونه قبيحا فلم قلتم ان هذا الكذب قبيح وقد توقف عليه العفو الذي هو غاية الكرم وهذا كمن اخبر بقتيل زيد اغد ظلما ففي الغد اما ان يكون الحسن قتله وهو باطل واما تركه فقتله وهو الحق لكنه لا يوجه الا عند وجود الكذب وما لا يوجه الحسن الا عند وجوده حسن قطعا فهذا الكذب حسن قطعا ويمكن دفعه بان الكذب في اخبار الله تعالى قبيح وان تضمن وجوها من المصلحة وتوقف عليه انواع من الحسن لما فيه من مفاسد لا تحصى مطاعن في الاسلام لا تخفى منها مقال الفلاسفة في المعاد ومجال الملاحدة في العناد ومنها بطلان ما وقع عليه الاجماع من القطع بخلود الكفار في النار فان غاية الامر شهادة النصوص القاطعة بذلك فاذا جاز الخلف لم يبق القطع الا عند شرذمة لا يجوزون العفو عنهم في الحكمة على ما يشعر قوله تعالى افنجعل المسلمين كالمجرمين ما لكم كيف تحكمون وغير ذلك من الآيات ووجه التفرقة ان العاصي قلما يخلو عن خوف عقاب ورجاء رحمة وغير ذلك من خيرات تقابل ما ارتكب من المعصية اتباعا للهوى بخلاف الكافر وايضا الكفر مذهب والمذهب يعتقد للابد وحرمته لا تحتمل الارتفاع اصلا فكذلك عقوبته بخلاف المعصية فانها بوقت الهوى والشهوة واما من جوز العفو عقلا والكذب في الوعيد اما قولا لجواز الكذب المتضمن للفعل الحسن او بانه لا كذب بالنسبة الى المستقبل نعم صريح اخبار الله تعالى بانه لا يعفو عن الكافر ويخلده في النار فجواز الخلف في عدم وقوع مضمون هذا الخبر محتمل ولما كان هذا باطلا قطعا علم ان القول بجواز الكذب في اخبار الله تعالى باطل قطعا

اس تحریر سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کذب اگرچہ ہزار مصلحت کو متضمن ہو اور اسپر ہزار ہا امور حسنہ موقوف ہوں ہرگز اوسکا قبح زائل نہیں ہوتا اور اوسمیں لا تحصی مفاسد و مطاعن

وقوع میں اور جواز خلف فی الوعید بھی ہزارہا سطامن کو موجب ہے لیکن جواز خلف فی الوعید و جواز کذب باریتعالی
دونوں قطعا باطل ہیں اور یہانسے یہ امر بھی معلوم ہوا کہ سید سند نے جو استحالہ کذب باری کو ممنوع کیا ہے وہ الزاما کہا ہے
اسیلئے کہ اسی مبحث کا جواب لکھا ہے اور سبھی چھوڑ دیا ہے نہیں نص کیا ہے کہ عدم استحالہ
ہمارا مذہب ہے یا معتزلہ کا اور امام فخر الدین رازی نے تصریح کر دی ہے کہ ہم الزاما کہتے ہیں
کہ استحالہ کذب کا معتزلہ کے نزدیک بجہت قبح ہے اور یہاں قبح نہیں ہے بجہت مصلحت
عفو و کرم کے اور اسی امر کو ہم رسالہ میں تفصیل وار بیان کر چکے ہیں اور یہی تحقیق رسالہ
ہذا میں مکرر گذر چکی ہے فللہ الحمد اولا و آخرا و علی رسولہ الصلوۃ والسلام فی الدنیا والاخرۃ

التماس مؤلف

اہل حق کی خدمت میں التماس ہے کہ میں نے یہ رسالہ کسی نفسانی غرض سے نہیں لکھا بلکہ محض
بنظر خیر خواہی اسلام اور اہل اسلام لکھا ہے اور حمیت دینی اس تحریر کا باعث ہوئی ہے
امکان کذب باریتعالی ایسا تاریک خیال ہے کہ جسکے دلمیں نور ایمان کی جھلک ہے وہ ہرگز اس
ظلمت کے پاس نہ آئیگا اور ایسی مہیب شبہ ہے کہ جو مسلمان سنیگا وہ تھرا جائیگا مگر عوام کے دھوکا
کھانے اور دشمنان دین کے طعن کرنیکا نہایت خوف ہوا اسی وجہ سے میں نے یہ محنت گوارا کی
اگر پسند خاطر ہو تو سمجھیں کہ اُس ذات جامع الکمالات کیطرف سے ہی جو ہر طرح کے نقص و عیب سے
منزہ ہے اور اگر کوئی نقص دیکھیں تو اس ہمہ تن عیب کیطرف منسوب کریں (وما ابرئ نفسی
ان النفس لامارۃ بالسوء) اور اگر بنظر محبت اسلامی اس خاکسار کو اطلاع دیں تو بہتر ہی مگر ایسا
نکریں کہ بغیر نہایت غور و فکر کے جھٹ پٹ رد و کد پر مستعد ہو جائیں بزرگوں کے اس مقولہ پر نظر

رکھیں کہ وکم من عائب قولا صحیحا ÷ وآفتہ من الفہم السقیم ÷ اور یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ یہ سلسلہ
کیا ہے ایسا نہو کہ بڑھتے بڑھتے ایسی نوبت پہونچے کہ بڑی مخالفت اور تغلیط میں حضرت
ایمان علی الاعلان تشریف لیجائیں (اعاذنا اللہ منہ) اور دشمنان دین خوب مضحکہ اڑائیں اور
اگر تعصب محمل جو سے باز رکھے اور خواہ مخواہ رد وکد پر آمادہ کرے تو ان دونوں امور کا لحاظ ضروری ہے اول
کہ اپنے دعوی کو کسی نص صریح سے ثابت کریں اپنے خیالات اور استنباطات پر قناعت نفرمائیں کیونکہ یہ امر
اعتقادیات میں سے ہے اور امر اعتقادی کسی استنباط سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ اسکے لئے ثبوت قطعی چاہئے
کما ھو مبین فی موضعہ اور ادنی مرتبہ یہ ہے کہ اہل مذہب ہی کی تصریح نقل کریں مگر سمجھ کر ایسا نہو
کہ الزامی قول کو انکا عقیدہ خیال کریں دوسرے یہ کہ کسی مستند شخص کے نام سے تحریر ہو اور اگر ان
دونوں امور کا لحاظ نہوگا تو وہ تحریر لا یعبأ بہ سمجھی جائیگی ÷

اشتہار

ایمان کو مژدہ ہو کہ اندنوں نادر رسالہ تنزیہ الرحمن عن شائبۃ الکذب والنقصان جو یکتائے زمن
حضرت مولنا احمد حسن صاحب عم فیضہم کی تصنیفات نادرہ سے ہے سنہ ۱۳۰ھ میں چھپکر اہل ایمان کیلئے حرز جان اور
صاحبان بصر کیلئے قرۃ نظر ہوا ہے اس گوہر گرانمایہ کی خریداری جنہیں منظور ہو وہ چار آنہ قیمت اور آدہ آنہ
محصولڈاک جملہ بھیجکر مدرسہ دار العلوم کانپور سے طلب فرمائیں جو صاحب دس نسخے خرید کرینگے انسے تخفیف
کیجائیگی حق تالیف محفوظ رکھا گیا ہے کوئی صاحب بلا اجازت جناب مؤلف طبع کا عزم نکریں جسقدر نسخے
منظور ہوں مشتہر سے طلب فرمائیں ÷ **المشتہر**

حافظ امیر الدین مدرسہ دار العلوم کانپور

ماشاء الله لا قوة الا بالله

بحمد اللہ کہ کتاب لاجواب التصنیف مولوی کرم الٰہی طالب مولوی فضل دین صاحب رسالہ اول مع تصحیح

١٣٠٧

سراج الحنفیین

فی

ولادة الامام و المناقبین

١٨٩٠ء

حسب الایماء میاں کرم الدین صاحب خواجہ گبھرو عرف بادشاہ ابن میاں محمد بخش ولد میاں امیر محمد خواجہ کشمیری تاجر کتب

مطبع گلزار محمدی واقع لاہور میں مطبوع کرکے دیا